ماہنامہ
الحقیقۃ
پاکستان
مئی 2006ء

عید میلاد النبی ﷺ .... آئی اور گئی
سرپرست اعلیٰ کا فکر انگیز اداریہ



توحید
اور محبوبان خدا کے کمالات

حضور سیدنا غوث اعظم
کی امتیازی خصوصیات



کپڑے سے میل دور کرنے والو گناہ دھو ڈالو
خطبات غوث اعظم رضی اللہ عنہ

جناب رسول اللہ ﷺ سے بے وفائی کا انجام

......حمد و نعت......

نے سکندر کی ، نہ کچھ دارا و جم کی بات ہے
واہ ہم ہیں ، اور نبی محتشم کی بات ہے
اوج قسمت کا مرے اندازہ کر سکتا ہے کون
میرے لب پر خواجۂ لوح و قلم کی بات ہے
خود رفعنا کہہ کے رفعت دی خدائے پاک نے
کتنی اونچی دیکھئے شاہِ حرم کی بات ہے
مجھ سا ناداں معنیٔ خم کیا سمجھے مگر
گیسوائے والّلیل کے کچھ پیچ و خم کی بات ہے
قوم و قریہ تک نہیں محدود ان کی رحمتیں
ان سے وابستہ تمام عرب و عجم کی بات ہے
بے وفائی اور وہ بھی رحمتِ کونین سے
مرد مومن ! سوچ یہ کتنے ستم کی بات ہے
فیصلہ ایمان سے کر ، عقلِ تیرہ سے نہ کر
ان کا قرب و بعد ہی بود و عدم کی بات ہے
ان کے دشمن کی ذرا عزت نہیں دل میں مرے
مجھ کو اچھا ہی نہیں لگتا ، قسم کی بات ہے
کون اے جانِ مسیحا سن سکے تیرے سوا
آہ یہ اک کشتۂ رنج و الم کی بات ہے
نقش لاثانی کا آسیؔ ذکر ہے وجہ سکوں
کیوں نہ ہو اک مظہر فیضِ اتم کی بات ہے

......پروفیسر محمد حسین آسی......

ماہنامہ

الحقیقہ

پاکستان

ربیع الثانی ۱۴۲۷ ـ مئی 2006 جلد نمبر 6 شمارہ نمبر 7

یاایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین واغلظ علیہم

فہرست

زر تعاون

پاکستان فی پرچہ 15 روپے سالانہ بذریعہ ڈاک -/150

	فی پرچہ	سالانہ چندہ
یورپ	1 پونڈ	10 پونڈ
یو ایس اے	1.5 ڈالر	15 ڈالر
عرب ممالک	3 ریال	30 ریال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

یونس-۶۲

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

کلمۃ الحقیقہ — اداریہ

عید میلاد النبی ﷺ — آئی اور گئی

سرپرست اعلیٰ کے قلم سے

ربیع الاول شریف بھی اپنی پوری رونقوں کے ساتھ تشریف فرما ہوا اور بالخصوص عید میلاد النبی ﷺ بھی اپنی پوری آب و تاب، جاہ و جلال اور تزک و احتشام کے ساتھ جلوہ گر ہوئی اور رخصت ہوگئی۔ ملت کی عالمگیر بے حسی کے باوجود یہ ذوق و شوق جو عوام و خواص میں اس بار نظر آیا، اور بھی نظر افروز، دلکشا اور حیرت انگیز تھا۔ کہاں حکومت کے 'کافرانہ منصوبے' جن میں ایک سے ایک قاتل نفرین ہے اور کہاں اہل محبت کے صدق محبت کے نذرانے جو محبوب خدا سرور انبیاء علیہم السلام کی بارگاہ بیکس پناہ میں پیش کر رہے تھے۔ حکومت نے عریانی و فحاشی کا سیلاب لا کر گویا سمجھ لیا تھا اب غلامان رسول ﷺ کا یہ قافلہ منزل کی طرف نہیں ہونے کا مگر غلامان رسول ﷺ نے اپنی ادا سے یہ ثابت کر دیا کہ وہ دشمنوں کا یہ زعم باطل ہے۔ ہم کل بھی شمع نبوت ﷺ کے پروانے تھے، آج بھی شمع نبوت ﷺ کے پروانے ہیں۔ دنیا کی کوئی طاقت ہمیں خدا کے محبوب اعظم و مطلوب اکبر ﷺ کے دروازے سے دور نہیں کر سکتی۔ مجھے تقریباً نصف صدی ہوگئی ہے ان مقدس جلوسوں کا اہتمام کرتے اور ان میں حصہ لیتے۔ اس عرصے میں کچھ ہوتے بھی اور کچھ نہ ہوتے بھی ہم نے اس رسم محبت کو سینے سے لگائے رکھا اور حق یہ ہے کہ جو اس میں سرور ہے، وہ اسی میں ہے۔

اب یہاں ایک واقعہ سن لیجئے، میں یہاں گورنمنٹ ہائی سکول شکر گڑھ میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہا تھا کہ ۱۹۷۱ء کی جنگ چھڑ گئی۔ اس کے نتیجے میں بہت سے لوگ شہر اور علاقے سے نکل گئے اور جہاں انہیں پناہ ملی چلے گئے۔ چند فیصد لوگ ہی باقی رہ گئے کہ عید میلاد النبی ﷺ بھی قریب آ گئی۔ شکر گڑھ کے اہل مزارات میں سے ایک حضرت ہیں قطب شاہ ولی قدس سرہ۔ چونکہ میرے اپنے پاس بھی کچھ نہیں تھا (کیونکہ ہمارا گاؤں پچواڑی بھی دشمن کے قبضے میں آ گیا تھا) اور دوست احباب بھی انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے اور سب کے سب مفلوک الحال، تو میں حضرت قطب شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوا اور عرض کی "حضور یہ شہر میرا نہیں، آپ کا ہے، میلاد النبی ﷺ کا دن بالکل قریب ہے، اس کا اہتمام آپ کے ذمہ ہے۔ (میں نے پریشانی میں یہاں تک کہہ دیا تھا میں یہاں کا ٹھیکیدار نہیں اور آپ شہر کے مالک ہیں) سکول ہاسٹل میں آ کر اپنے کمرے کو دیکھا تو گذشتہ سال کے بچے ہوئے بیس عدد اشتہار موجود تھے۔ انہیں سے ہم نے کام چلایا۔ دن آیا تو حضرت قطب شاہ ولی علیہ الرحمہ کے تصرفات کے جلوے ہر طرف نظر آ رہے تھے۔ کہاں شکر گڑھ جنگ علاقے کی ویرانی اور کہاں شرکائے جلوس کی یہ کثرت۔

بزرگوں کا تصرف ایک حقیقت ہے اور ہمیں اس میں ذرہ بھر بھی شبہ نہیں۔ ۱۲ ربیع الاول شریف کو بزم عالم میں جلوہ گر ہونے والا محبوب ﷺ

تخلیق کائنات کا مقصود ہے اور اس نے اپنے محبوب ﷺ کو جن لاجواب و بے مثال شرافتوں اور عظمتوں سے نوازا ہے ان میں ایک ہے

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ○ (الم نشرح۔۴)

ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا۔

اقبال نے اسی تناظر میں فرمایا

دشت میں، دامن کہسار میں، میدان میں ہے
بحر میں، موج کی آغوش میں، طوفان میں ہے
چین کے شہر، مراقش کے بیابان میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے
چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعت شان رفعنا لک ذکرک دیکھے

چنانچہ موجودہ فضا جس میں جمہوریت، وردی، وغیرہ کے الفاظ کا شور مچا ہوا ہے اور حزب اقتدار ہو کہ حزب اختلاف سب اسی طرف متوجہ ہیں۔ ان کے علاوہ جو کچھ ہو رہا ہے گویا فریقین کو کوئی اعتراض نہیں، دونوں گروہ اس پر راضی ہیں۔ نصاب تعلیم کو بگاڑنا خصوصاً آیات قرآنیہ اس سے نکال اسلام دشمن لوگوں کو یونیورسٹیاں بنانے کی اجازت دینا بلکہ اسمٰعیلیوں جیسے بے دین لوگوں کو تعلیم پر مسلط کرنے کا ناپاک ارادہ، پھر وہی بات جس کے خلاف ایک مدت سے ہمارا قلم فریاد کناں ہے یعنی فحاشی وعیاشی وعریانی کا سیلاب عظیم ان سب کے باوجود

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ

(اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کیا)

اپنی جگہ قائم ہے، اور محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رفعت ذکر کا پرچم اٹھائے ہوئے ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، موجودہ تاریک ترین حالات میں جذبہ عشق رسول ﷺ کا جان افروز ملی مظاہرہ بہت امید افزا ہے۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے شمع رسالت کے پروانوں نے دشت وجبل پر ایمان وعرفان کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں اور جھوم جھوم کر عشق رسول ﷺ کے آستان عرش عظمت پر حلف وفاداری پیش کر رہے ہیں۔

اس بات کو خدائے علیم وحلیم ورحیم وکریم ہی جانتا ہے کہ ربیع الاول شریف تقریباً سارے کا سارا اس عاجز نے ہسپتالوں میں گزارا۔ (یہی وجہ ہے میلاد شریف نمبر شائع نہ ہو سکا) لاہور کے ایک ہسپتال سے نکلا تو راولپنڈی کے ایک ہسپتال (PIMS) میں داخلہ لیا۔ ڈاکٹروں کا ابھی رخصت کرنے کا منشا نہ تھا کہ ۱۱ ربیع الاول شریف کی تاریخ آگئی۔ مگر ظہر تک بستر سے چمٹا رہا۔ بہت سے معالج بھی اس وقت رخصت ہو چکے تھے کہ خیال آیا شب میلاد کو ہسپتال میں گزارنا بڑی محرومی اور نحوست کی بات ہے۔ فوراً اپنے عزیز رانا عطاء الحق صاحب اور حاجی عبدالرزاق صاحب کو تیار کیا کہ ضرور چلنا اور ابھی چلنا ہے۔ خیر چلتے چلتے عصر کا تھوڑا سا وقت رہ گیا۔ اب خیال فرمایئے راولپنڈی سے چل کر شکر گڑھ تک گوجر خاں، دینہ، جہلم، سرائے عالمگیر، کھاریاں، گجرات، وزیر آباد، گوجرانوالہ، ڈسکہ، پسرور، نارووال بلکہ اور کئی قصبوں سے ہوتے ہوئے ۱۲ بجے رات کے قریب شکر گڑھ پہنچے۔ راستے میں جو شہر یا جو قصبہ بھی آتا، عجیب ہی مناظر پیش کرتا۔ کسی نے اپنے محبوب کا ذکر کیا ہے مگر اس دن تو پنجاب کا یہ سارا علاقہ مجھے شعر کے حسب حال دکھائی دیتا تھا

ز فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ می نگرم!!
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا است

دل کی گواہی بھی سن لیجئے یہ ایک حقیقت ہے کہ دورِ حاضر کے شیاطین امت مرحومہ کو گمراہ اور مرکز سے دور کرنے کی پوری پوری کوشش کر رہے ہیں، اللہ کے محبوب مکرم شفیع معظم ﷺ نے ان کا زور توڑنے کیلئے اپنی امت کو مزید توجہ سے نواز دیا ہے۔ ڈنمارک کے شیطانوں کے جواب میں پورا عالم اسلام بیقرار ہوا۔ ممکن ہے یہی بیقراری محبوب خدا، حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کو راضی کر گئی ہو، چنانچہ کسی طرف نعرے لگ رہے ہیں

غلام ہیں غلام ہیں، رسول ﷺ کے غلام ہیں

کوئی بلند آواز سے اعلان کر رہا ہے

غلامی رسول ﷺ میں موت بھی قبول ہے　　جو ہو نہ عشق مصطفےٰ ﷺ تو زندگی فضول ہے

کوئی عشق کے راگ یوں سنا رہا ہے

رسول اللہ ﷺ توں صدقے جان میری　　ایہہ فانی زندگی قربان میری

آج نور کا دن ہے، نور کا بازار لگ رہا ہے، کوئی نور کا طالب نور والے آقا ﷺ کی بارگاہِ رحمت میں التجا کر رہا ہے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے　　میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

غرض اپنی اپنی محبت، اپنی اپنی طلب، اپنا اپنا سوز اور اپنا اپنا انداز ——————

سب کو معلوم ہے کہ اللہ کے محبوب ﷺ کا دن ہے، فضل و کرم کا، جود و سخا کا، بندہ نوازی کا، حاجت روائی کا اور امید افزائی کا دن ہے۔ مانگو جو مانگو گے ملے گا، مانگتے جاؤ، ملتا جائے گا، تم منگتے ہو اور تمہیں مانگنا ہی ہے اور وہ داتا ہیں، انہیں دینا ہی ہے۔ تم مانگتے جاؤ، دنیا مانگو، اخلاص مانگو، وفا مانگو، شرم و حیا مانگو، زہد و تقویٰ مانگو، ذرۂ عشق مانگو، جنت مانگو، غرض وہ سب کچھ عطا فرمائیں گے۔ منگتے کا دامن طلب بھر جائے گا مگر ان کا دامن عطا کبھی کم نہیں ہوگا۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا　　نہیں سنتا ہی نہیں، مانگنے والا تیرا

اس لئے

یہ کیوں کہوں مجھ کو یہ عطا ہو، یہ عطا ہو　　وہ دو کہ ہمیشہ مرے گھر بھر کا بھلا ہو

رحمت کی بادِ بہاری چل رہی ہے، کیا کیا بخشش و سخا کے پھول نہیں کھل رہے۔ دور یا نزدیک، یہاں اس کا فرق نہیں، کائنات بھر کے لئے تشریف لائے اور کائنات کی مرادیں عطا فرماتے ہیں۔ اس رحمت و عنایت والے دن کی اہمیت کاش ہمارے مشرف کو بھی معلوم ہوتی۔ کاش اسے در محبوب کریم (ﷺ) پر التجا کرنے کا سلیقہ ہوتا اور دو جہان کی عزت سے سرفراز ہوتا۔ افسوس اس نے "بش" کو قبلہ و کعبہ بنایا جو در اصل شیطانوں کا قبلہ و کعبہ ہے۔ اس نے بش کو عزت کا مالک جانا حالانکہ وہ تو خود شیطان کی طرح ذلیل ترین ہے۔ جیسے منافقوں کا حال جس کی نقشہ کشی قرآن پاک نے فرمائی ہے

أَيَبْتَغُونَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَإِنَّ الْعِزَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا ۝　(النساء: ۱۳۹)

ترجمہ:　کیا ان (کافروں) کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں، عزت تو ساری اللہ کیلئے ہے

اللہ نے کسے عزت عطا کی اور کسے عطا فرمائی سنئے

وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَٰكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (المنافقون: ۸)

ترجمہ:　اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کیلئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

اگر ہمارا مشرف غیروں کی غلامی سے بے نیاز ہو کر اللہ جل مجدہ کے محبوب اکرم ﷺ سے لو لگاتا تو اس کی اپنی بھی عزت ہوتی اور قوم بھی ذلت سے محفوظ ہو جاتی۔ مگر افسوس، مشرق و مغرب کے فلسفے چھاننے والا شخص اتنی سی بات کو سمجھ نہیں سکا، اور نا سمجھی خود بھی بری طرح ذلیل ہو رہا ہے

اور قوم بھی۔

۱۲ ربیع الاول شریف ایک نہایت ہی عظیم دن تھا۔ مشرف اسی دن کی قدر کرتا، خود بھی توبہ کرتا اور اس کی کابینہ بھی، اس کے گورنر بلکہ سب صوبائی وزراء و غیرہم بھی۔ ان کی اتباع میں ساری قوم توبہ کرتی۔ قوم میں صالح انقلاب آتا اور سارے دلدر دور ہو جاتے۔ حضرت حکیم الامت علامہ اقبال نے سچ فرمایا

بمنزل کوش ، مانند مہ نو — دریں نیلی فضا ہر دم فزوں شو
مقام خویش اگر خواہی دریں دیر — بحق دل بند و راہ مصطفی ﷺ رو

اور اگر یہ نورانی اور رحمت شفقت کا دن گزر گیا تو اب بھی رجوع کیا جا سکتا ہے۔
کسی نے خوب فرمایا

خواجہ اچہ می پرسی ز شب قدر نشانی — ہر شب شب قدر است اگر قدر بدانی

حاکمان وقت کو معلوم ہونا چاہیے کہ اگر انہوں نے اپنی روش نہ بدلی تو ان کے سر پران کا اپنا ہی نہیں پوری قوم کا بوجھ ہوگا

حمیت ہو تو ایسی ہو

❁ ایک شخصیت .... دو خبریں ❁

پہلی خبر:

☆ ..... تفصیلات کے مطابق موضع سارو کی چیمہ وزیر آباد کا نوجوان محمد عامر عبدالرحمٰن چیمہ ایم ایس سی کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے جرمنی میں مقیم ہے، جہاں اس کی ملاقات نبی رحمت ﷺ کے توہین آمیز خاکے شائع کرنے والے برلن کے اخبار ڈاویلٹ کے چیف ایڈیٹر سے ہوگئی۔

☆ ..... محمد عامر چیمہ نے اس کا تعاقب شروع کر دیا اور موقع ملتے ہی چھریوں کے پے در پے وار کر کے چیف ایڈیٹر کو شدید زخمی کر دیا۔

☆ ..... پولیس نے مداخلت کر کے شاتم رسول کو جہنم واصل ہونے سے بچالیا اور عامر عبدالرحمٰن کو گرفتار کر کے جیل بھجوا دیا گیا۔

☆ ..... واقعہ کی اطلاع ملتے ہی محمد عامر چیمہ کے آبائی گاؤں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور چیمہ کے والدین کو مبارکباد دینے والوں کا تانتا بندھ گیا۔ نوجوانوں نے "غلامی رسول ﷺ میں موت بھی قبول ہے" کے نعرے بلند کر کے ماحول کو جذباتی بنا دیا۔

☆ ..... عامر چیمہ کی والدہ بیگم محمد نذیر چیمہ نے فرط مسرت سے کہا کہ "میرے اکلوتے بیٹے نے عظیم کارنامہ سرانجام دے کر اپنی زندگی کا مقصد پورا کر دیا ہے اور اس کا کارنامہ ہمارے لئے سرمایۂ حیات و آخرت ہے"۔

☆ ..... بار ایسوسی ایشن کے سابق صدر چوہدری ارشاد احمد چیمہ اور محمد عامر چیمہ کے قریبی عزیز دوست اشتیاق احمد چیمہ ایڈووکیٹ نے اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہا کہ "ہماری دھرتی کے فرزند نے گستاخ رسول پر حملہ کر کے ہمارا سر فخر سے بلند کر دیا ہے اور ہمارا بچہ بچہ آقا نامدار ﷺ کی حرمت پر قربان ہونے کو تیار ہے" انہوں نے کہا کہ "محمد عامر چیمہ کا اقدام پورے عالم اسلام کیلئے لائق تحسین ہے"

☆ ..... یہ امر قابل ذکر ہے کہ واقعہ کے بعد ملکی و غیر ملکی خفیہ ایجنسیوں کے اہلکاروں نے وزیر آباد میں ڈیرے ڈال دیئے ہیں اور محمد عامر چیمہ کے کوائف اکٹھے کئے جا رہے ہیں"۔ (روزنامہ پاکستان ۲۷ اپریل ۲۰۰۶)

دوسری خبر:

علی پور چٹھہ (نمائندہ پاکستان) توہین آمیز خاکے شائع کرنے والے اخبار کے ایڈیٹر کو زخمی کرنے والے پاکستانی نوجوان محمد عامر

چیمہ کی شہادت پر ان کے آبائی گھر میں صف ماتم بچھ گئی۔ محمد عامر محمود چیمہ کے لواحقین جہاں اس کی شہادت پر فخر محسوس کر رہے ہیں وہاں انہیں اس بات کا ملال بھی ہے کہ شاتم رسول زندہ کیوں بچ گیا۔ تفصیلات کے مطابق شاتم رسول کو زخمی کرنے والے محمد عامر محمود چیمہ ضلع گوجرانوالہ کی تحصیل وزیر آباد کے نواحی قصبے ساروکی چیمہ کے رہائشی تھے شہادت کے منصب پر فائز ہونے والا نوجوان پیشے کے اعتبار سے ٹیکسٹائل انجینئر تھا اور اعلیٰ تعلیم کیلئے 2 سال قبل جرمنی چلے گئے تھے گستاخانہ خاکے شائع کرنے والے ایڈیٹر پر موقع ملتے ہی وہ خنجر سے حملہ آور ہو گئے اور اسے زخمی کر دیا جنہیں موقع پر گرفتار کر لیا گیا اور 55 دن تک برلن کی ایک جیل میں رکھا گیا اور دوران حراست پولیس تشدد کی وجہ سے وہ شہید ہو گئے 25 سالہ محمد عامر محمود چیمہ کا ایک مذہبی گھرانے سے تعلق تھا تاہم ان کا کسی انتہا پسند گروہ یا تنظیم سے کوئی تعلق نہ تھا ان کے والد نذیر احمد چیمہ راولپنڈی میں حشمت علی اسلامیہ کالج میں بحیثیت پروفیسر ایک ماہ قبل ہی ریٹائرڈ ہوئے محمد عامر محمود چیمہ تین بہنوں کا اکلوتا بھائی تھا۔ (روزنامہ پاکستان ۶ مئی ۲۰۰۶)

اہل منہاج کا منہاج

گذشتہ مارچ کے "الحقیقہ" میں پروفیسر طاہر القادری صاحب کے ایک خطاب کا ذکر ہوا تھا جو روزنامہ خبریں مورخہ ۳ جنوری ۲۰۰۶ء میں شائع ہوا تھا۔ (اس کے بعد اسی حوالے سے گوجرانوالہ شہر کے معروف دینی جریدہ ماہنامہ "رضائے مصطفیٰ" میں بھی شائع ہوا)۔ ہم نے اسی اخبار کے حوالے سے وہ سارے کا سارا خطاب الحقیقہ میں شائع کیا۔ ظاہر ہے یہ بیان غلط تھا یا درست، اس کی اصل ذمہ داری روزنامہ خبریں پر عائد ہوتی تھی جس میں خطاب کے ساتھ ساتھ اہم شرکاء کی تصاویر بھی تھیں۔ اس لئے جسے اس خطاب کے نقل کرنے میں کوئی شک و شبہ تھا تو وہ روزنامہ خبریں کے ایڈیٹر سے رابطہ کر سکتا تھا مگر تا حال کسی نے ایسا نہیں کیا اور پورے ملک میں کسی نے اس کا جواب دینے کی کوشش بھی نہیں کی۔

شہر گروہ کے "منہاجیوں" کو شاید زیادہ ہی برا لگ گیا ہے۔ یہ پڑھتے ہی جناب طاہر القادری کی حمایت میں دیوانہ وار اٹھ پڑے، میرے پاس بھی ان کا ایک وفد آیا۔ ان لوگوں نے یقین دلانے کی کوشش کی کہ پروفیسر صاحب کا خطاب یوں نہیں تھا، کچھ مختلف تھا جس سے کسی قسم کی الجھن پیدا نہیں ہوتی تھی۔

پہلے تو تقریب کا انعقاد اس قوم کے ساتھ کرنا جو مسلمانوں کے خون کی پیاسی ہے اور ہر قدم پر دشمنی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔ ذرا سوچئے بش کون ہے جو عالم اسلام کی معاذ اللہ اینٹ سے اینٹ بجا دینے پر تلا ہوا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام اور سیدہ مریم علیہا السلام کو بدترین گالیاں دینے والے یہودیوں کا کاسہ لیس بنا ہوا ہے۔ خود پاکستان میں حضور سید عالم ﷺ کی شان میں جو عیسائی ہرزہ سرائی کرتے ہیں، ان بدبختوں کو بھی اسی ملعون کا سہارا ہے۔ پروفیسر صاحب کی اس فیاضی طبع کے باوجود اس وقت بھی پاکستان بھر میں عیسائیوں کی کوشش یہ ہے کہ ناموس رسالت ایکٹ کو ختم کیا جائے، بینظیر اور ہمارے موجودہ بے غیرت حکمرانوں کے دور میں کتنے ہی واقعات ایسے ہیں کہ حضور پر نور ﷺ کی بے ادبی اور قرآن پاک کی بے حرمتی ہوئی مگر حکومت نے کوئی نوٹس نہ لیا بلکہ جہاں تک ہو سکا ایسے مقدمات کو کمزور کرنے کے درپے رہی۔ اس کے مقابلے میں ہم ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں کوئی بے ادبی نہیں کر سکتے۔ یہ ہماری ایمانی مجبوری ہے مگر ان کی نام نہاد امت نے شاید ہمارے اسی عقیدے کی آڑ لے کر جو طوفان بدتمیزی مچایا ہوا ہے، کس صاحب نظر سے پوشیدہ ہے۔ اس حال میں ان سے مل کر خوشیاں وغیرہ منانا یقیناً ایسے شخص کا ہی کام ہے جس کے اندر غیرت کا چراغ بجھ گیا ہو۔

پھر اس تقریب میں اسلام اور عیسائیت کے نمائندوں کے لباس پر غور کریں۔ پادری اپنے لباس سے بھی پادری نظر آتے ہیں مگر شیخ الاسلام کے ساتھی اکثر و بیشتر پینٹ شرٹ اور ٹائی کو معاذ اللہ زینت بنائے ہوئے ہیں۔ گویا عیسائیوں کے ساتھ یکجہتی کا تقاضا انہیں یہی نظر آیا کہ اپنے لباس پر مہمانوں کے لباس کو ترجیح دی جائے۔

ارجمندی از شعارش می بری
من ندانم تو توئی یا دیگری

دور حاضر کا یہ فیشنی وحیا دشمن لباس سنا ہے ان بچوں کا ملبوس بھی ہے جو اس یونیورسٹی میں حفظ قرآن کی دولت سے مالا مال ہو رہے ہیں

میں کہتا ہوں تاریخ میں پروفیسر صاحب سے پہلے بھی کئی شیخ الاسلام گزرے ہیں یہ حرکتیں جو ہمارے ان شیخ الاسلام کا طرۂ امتیاز ہیں، کیا تاریخ اسلام میں ان سے پہلے بھی کسی سے سرزد ہوئی ہیں۔ پھر تو اپنے حنفی ہونے کی اور چلو حنفی بھی نہیں قادری ہونے کی شرم ہی کی جاتی۔ وہ شخص جس کے سینے میں حضور پرنور ﷺ کی محبت موجزن ہے، کیا اس کا دل گواہی نہیں دیتا کہ یہ بات حضور پرنور ﷺ کا دل مبارک دکھانے والی ہے۔

پھر قرآن پاک اور انجیل کا اکٹھا تلاوت کرنا۔ معاذ اللہ کیا دونوں کتابیں برابر ہیں۔ گاندھی نے ایک بار ایسا ہی کیا تھا یعنی یہ کہ قرآن پاک اور گیتا کی ایک ہی تعلیم ہے (حالانکہ خود اس وقت جیل میں تھا) تو حضرت اقبال نے اسی پر پھبتی کسی تھی

یہ آیۂ نو جیل سے نازل ہوئی مجھ پر
گیتا میں ہے قرآن تو قرآن میں گیتا

یہ ساری محنت اگر عیسائیوں اور یہودیوں کو خوش کرنے کیلئے ہے تو میں پوچھتا ہوں کیا وہ راضی ہو گئے ہیں اور اگر وہ راضی ہو گئے ہیں تو پروفیسر صاحب شیخ الاسلام نہیں کچھ اور ہیں۔ اگر وہ خوش نہیں ہوئے تو جناب پروفیسر کوئی اور دھندا شروع کر دیں۔ اس میں سوائے تضییع اوقات کچھ نہیں۔

قرآن پاک پر اگر اہل منہاج القرآن والوں کا ابھی ایمان ہے تو اس کا فیصلہ بھی تسلیم کر لیں

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَالنَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ط (البقرۃ ۱۲۰)

ترجمہ: اور ہرگز تم سے یہود اور نصاریٰ راضی نہ ہوں گے، جب تک تم ان کے دین کی پیروی نہ کرو۔

عجیب صورت حال یہ ہے کہ پروفیسر صاحب جو جی میں آئے کرتے ہیں اور ان کے خدا ناترس عقیدت مندوں کو اصرار ہوتا ہے کہ اس کی وضاحت کا حق انہیں کو ہے۔ چنانچہ شمارہ گزشتہ کے منہاجی جیالوں نے جو بیان شائع کیا ہے، اسی کے الفاظ پر غور فرمائیں

”Non-Belivers کو کفار کہتے ہیں علمی اصطلاح میں اور Believers ان کو کہتے ہیں جو اللہ کی بھیجی ہوئی وحی پر آسمانی کتابوں پر پیغمبروں پر ایمان لاتے ہیں۔ مذہب ان کا کوئی بھی ہو تو جب Believers اور Non Believers کی تقسیم ہوتی ہے تو یہودی عقیدے کے ماننے والے لوگ اور مسیحی برادری اور مسلمان یہ تینوں مذاہب Believers میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ کفار میں شمار نہیں ہوتے اور جو کسی بھی آسمانی کتاب پر آسمانی نبی اور پیغمبر پر ایمان نہیں لاتے وہ Non-Believers کے زمرے میں آتے ہیں اور Believers میں پھر آگے تقسیم ہوتی ہے اہل اسلام اور اہل کتاب، خود قرآن مجید میں کفار کیلئے احکام اور ہیں اور اہل کتاب کیلئے احکام اور ہیں۔“

میں کہتا ہوں دور جانے کی ضرورت نہیں، عبارت کے اسی اقتباس کو سامنے رکھ لیں تو معاملہ حل ہو جاتا ہے پروفیسر طاہر صاحب کس کس تکلف سے عیسائیوں اور یہودیوں کو کفار کی فہرست سے باہر نکال رہے ہیں۔ کاش کوئی ان سے پوچھے جو شخص قرآن پاک کی صرف ایک آیت کا منکر ہوا، کیا اسے کافر نہیں کہیں گے اور جو پوری چھ ہزار چھ سو سے زائد آیات کا منکر ہے اسے کیا صرف اس لئے کافر نہیں کہیں گے کہ وہ قرآن پاک کا منکر ہے، انجیل پر تو اس کا ایمان ہے۔ سبحان اللہ! وہ انجیل جس کو اس کے ماننے والوں نے تحریف کر کر کے بالکل اور کا اور بنا دیا حتیٰ کہ یقین سے یہ کہنا بھی مشکل ہے کہ انجیل کس زبان میں نازل ہوئی تھی۔

اے اسلام کے فرزندو! پروفیسر صاحب نے کس وضاحت سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہودی عقیدے کے ماننے والے لوگ اور مسیحی برادری بھی کفار میں شمار نہیں ہوتی۔ ہم کسی لمبی بحث میں نہیں پڑتے صرف اتنی بات عرض کرتے ہیں کہ آپ میں سے کسی نے کہیں سے سنا یا پڑھا ہے کہ چودہ صدیوں میں کسی اور نے بھی ایسی جھک ماری ہو۔

ہم صدق دل سے یہ سمجھتے ہیں کہ پروفیسر صاحب شہرت اور عزت کے بھوکے ہیں اور ضمیر و ایمان کا سودا کرتے انھیں دیر نہیں لگتی۔ چنانچہ اس وقت پاکستان میں یہ تجارت بہت عام ہے (اگرچہ انشاء اللہ چند روز تک صورت حال درست ہو جائے گی)۔ چنانچہ میرے ایک عزیز لاہور کے ایک کالج میں انگریزی میں ایم اے کر رہے ہیں انھوں نے بتایا کہ ایک پروفیسر ہر روز اپنے لیکچر کے دوران یہودیوں کی تعریف کرتا رہا آخر میں مزاحم ہوا تو رکا۔

اس پاکستان میں ایسے بد بخت بھی ہیں جو حضور پر نور ﷺ کی رسالت پر ایمان لانا نجات کیلئے ضروری نہیں سمجھتے۔ سنا ہے جاوید الغامدی جسے ہمارا میڈیا بہت اچھال رہا ہے ایسے بد بختوں میں سے ہے۔ کیا خبر حضرت طاہر القادری کو بھی ایسا ہی مہرباں خریدار مل گیا ہو۔

ہاں ہاں بہت سے ایسے شیخ الاسلام، اور شیخ القرآن اور شیخ الحدیث جب من مانیاں کرنے لگتے ہیں تو پہچاننے والے پہچان لیتے ہیں کہ کسی اشارۂ غیبی سے ایسا ہو رہا ہے۔

اب آیئے آخری بات کی طرف، ہم اللہ کی قسم کھا کر عرض کرتے ہیں کہ ہماری کوشش یہی ہے کہ کسی کی بلاوجہ حمایت کریں نہ مخالفت، اس دنیا میں کوئی ہمارا دوست ہو نہ دشمن، ہاں جن لوگوں نے اپنی زندگی حضور پر نور ﷺ کی رضا کیلئے وقف رکھی، ہم ان کے غلام بنے رہیں اور جنھوں نے حضور پر نور ﷺ کی پروا نہیں کی، ہم ان سے بے نیاز رہیں۔

ہم نے گمراہوں کی تاریخ پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ وہ اکثر کسی کے علم و فضل کے چکر میں آئے۔ ہمارے ہاں دیہات میں جاہل پیروں نے اتنی گمراہی نہیں پھیلائی جتنی پڑھے لکھے علماء و فضلاء نے۔ اسی لئے حضور پر نور ﷺ نے تنبیہ فرمائی تھی

اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلٰی اُمَّتِیْ کُلُّ مُنَافِقٍ عَلِیْمِ اللِّسَانِ (طبرانی کبیر)

ترجمہ: بیشک اپنی امت کے بارے میں جن چیزوں کا مجھے خوف ہے ان میں سب سے خطرناک ہر ایسا منافق ہے جو علم کی زبان بولتا ہو۔

اس قسم کے لوگ پہلے پہل اسلام اور سنت کی پاسبانی کا دعویٰ لے کر اٹھتے ہیں یا جبہ و دستار سجا کر جو علم و فضل کی علامت ہے۔ منظر عام پر آتے ہیں، پھر زبان کے ساتھ پھر ان کا قلم بھی حرکت میں آجاتا ہے۔ اور نتیجہ یہ نکلتا ہے حلقہ بگوشان کم نظر پر وہ ہر اجادو ہو جاتا ہے۔ اب ان کے تصور میں یہ بات جاگزیں ہو جاتی ہے۔ ان کا یہ مخدوم و محبوب غلطی سے ماوراء ہے۔ چنانچہ عقیدتمندوں کا حسن عقیدت گویا اس کیلئے گمراہ کرنے کا لائسنس بن جاتا ہے۔ سب کی بات نہیں کرتا، صرف ایک دو حوالے

۱۔ محمد بن قاسم نانوتوی بانی دار العلوم دیوبند۔ جب اس مرجعیت کے مقام پر فائز ہوا اور اس نے محسوس کر لیا کہ ماننے والوں کا ایک وسیع حلقہ اس کے ارد گرد جمع ہو گیا ہے تو اس نے 'خاتم النبیین' کے معنی بدلے حالانکہ احادیث مقدسہ میں اس کی تصریح تھی کہ اس سے مراد ہے آخری نبی، نانوتوی نیا سلسلہ نبوت شروع کرنا چاہتا تھا، اس لئے اس کا ترجمہ کیا، سب سے افضل نبی۔ خود اس کو بھی اعتراف تھا کہ اس سے پہلے کسی نے یہ بات نہیں کہی مگر موجودہ عقیدتمندوں کی کثرت نے اپنی بات پہ قائم رہنے کا حوصلہ دیا۔

۲۔ مودودی نے ایک جماعت کو اپنے پیچھے لگا لیا اور وہ ایسی فنافی المودودی تھی جو منہ سے نکلا انھوں نے دل میں ڈالا۔ پھر اس نے ائمہ اسلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنھم حتی کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر بھی جاہلانہ اعتراضات کئے مگر اس کے ماننے والے اتنے مسحور ہو چکے تھے کہ انھوں نے انبیاء کرام علیہم السلام تک کی بھی بے ادبی کو تو برداشت کر لیا مگر مودودی سے دست بردار نہیں ہوئے۔

۳۔ یہی حال دور حاضر میں طاہر القادری کا ہے جو یکسر خوف خدا اور عشق رسول ﷺ سے عاری ہے۔ کبھی کچھ کہتا ہے اور کبھی کچھ، مگر بادہ کشان بزم ناز ایسے مست ہیں کہ انھیں اس کے مقابل سب کچھ بھول گیا ہے۔ ہمارے ہاں ایک مرزا صاحب ہیں انھوں نے دوٹوک انداز میں فرمایا اب ڈاکٹر (؟) سلام پروفیسر صاحب ہی کی تو ایک شخصیت ہے بہر حال غلامان طاہر! تم اپنے آقا و مولا کو راضی کر لو اور ہم بیکس و بیچارہ لوگ اللہ کے محبوب اعظم ﷺ کی رضا چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں کسی کی گالیوں کی ہمیں قطعاً پروا نہیں

پسند اپنی اپنی ہے جام اپنا اپنا ۔۔۔ کئے جاؤ میخوارو کام اپنا اپنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام اور شیطان کے سپوت

بزاہد محمد حسین تبسمی

قسط: 19

شیطان پند کمپنی کا یہ پروپیگنڈہ ہے کہ اسلام بھی باقی مروجہ معروف ادیان کی طرح چند عقائد کا مجموعہ ہے۔ اسے اس دنیا سے کوئی واسطہ نہیں۔ وہ ظلم ہو یا کوئی کمزور ہو، کسی کا مال لوٹے یا کسی کو نقصان پہنچائے اس سے اسلام کو کوئی غرض نہیں۔ یہ ایک ایسا جھوٹ ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ لوگ جنہیں اسلام سے کچھ بھی روشناسائی ہے جانتے ہیں یہ ایک انقلابی دین ہے۔ اس نے صرف عقائد درست نہیں کیے اوہام و وسواس کی ظلمات کو چھانٹا اور حقائق کو یقین کے سامنے رکھا۔ اس کے نتیجے میں اس نے دنیا کو بھی دیکھا اور آخرت کا شعور بھی حاصل کیا۔ کون نہیں جانتا اس کائنات میں حضور سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ ہی اسلام کے بانی ہیں۔ انہوں نے زندگی بے مثال صدق و صفا سے گزاری، چند شیطانوں کے سوا سب اس کے گواہ ہیں۔ خود اللہ کریم نے اس محبوب اکرم، معظم ﷺ کی عظمت اخلاق کی تصدیق فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا

وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ۝ (القلم ۴)

ترجمہ: اور بیشک آپ عظیم خلق والے ہیں

الحمد للہ پیغمبر اسلام ﷺ پیغمبر اسلام ہی نہیں، بلکہ خلق عظیم کا پیکر بھی ہیں۔ اس دور میں جب روئے زمین پر کوئی اخلاق نام کی چیز ہی نہیں تھی شاید اتفاق نہیں تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا تھا حالانکہ انہیں طرح طرح کی دقتوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ انہیں دہکتے ہوئے کوئلوں پر اس طرح لٹایا جاتا تھا کہ چربی جسم سے نکل کر انہیں بجھاتی تھی، پھر بھی شمع اسلام پر جان کا پروانہ بننا کوئی معمولی بات نہیں۔ شیطان کے سپوتوں نے اس سے نتیجہ نکالا کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے۔ حالانکہ دوست دشمن جانتے ہیں کہ مکہ معظمہ میں جب اسلام پھیل رہا تھا اس وقت تلوار کس کے ہاتھ میں تھی۔ آیئے دیکھیں

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ (آل عمران ۱۵۹)

ترجمہ: یہ تو کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کیلئے نرم دل ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے۔

یہ ہے اس محبوب و مطلوب کائنات کے اخلاق عظیمہ کا حال۔ خود پیغمبر مقصد بعثت کی پردہ کشائی یوں فرماتے ہیں، ارشاد ہوتا ہے

عن مالک بلغه ان رسول الله ﷺ قال بعثت لاتمم حسن الاخلاق (مشکوۃ بحوالہ الموطا واحمد)

ترجمہ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا میں اخلاق حسنہ کو مکمل کرنے کیلئے مبعوث کیا گیا ہوں

دیکھا، اسلام میں اخلاق کی اہمیت۔ حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ فرماتے ہیں کہ اخلاق کی خوبیوں کو انتہا تک پہنچانا ہی مقصد بعثت ہے

اب ذرا دیکھئے اس سلسلے میں حضور پرنور ﷺ کے چند ارشادات

1. ان من احبکم الی احسنکم اخلاقا (بخاری)

ترجمہ میرے نزدیک تمہاری سب سے زیادہ پسندیدہ چیز تمہارا اچھا خلق ہے۔

2. ان من خیارکم احسنکم اخلاقا (بخاری ومسلم)

ترجمہ: تم میں سے بہتر وہ ہیں جو اخلاق کے لحاظ سے اچھے ہیں

3. قالوا یا رسول الله ما خیر ما اعطی الانسان قال الخلق الحسن (مشکوۃ بحوالہ بیہقی)

ترجمہ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ انسان کو جو چیزیں دی گئی ہیں ان میں بہتر کیا ہے فرمایا اچھا خلق

4. اکمل المؤمنین ایمانا احسنهم خلقا (ابوداؤد، دارمی)

ترجمہ مومنوں میں زیادہ کامل ایمان والا وہ ہے جس کا اخلاق زیادہ اچھا ہے۔

5. عن عائشة قالت سمعت رسول الله ﷺ ان المؤمن لیدرک بحسن خلقه درجة قائم اللیل و صائم النهار (ابوداؤد)

ترجمہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا بے شک مومن اپنے حسن اخلاق سے راتوں کو قیام کرنے والے اور دنوں کو روزہ رکھنے والے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

یہ ہے اسلام اور یہ ہے پیغمبر رحیم و کریم محمد عربی ﷺ کا اسوہ۔ اب جو بھی شخص مسلمان ہوگا، اسلامی تعلیمات سے بے پیار ہو سکتا ہے۔ حضور پرنور ﷺ کے شخصی اخلاق ہمارے لئے نمونہ ہیں جس کی جھلکیاں سب کتب سیرت میں محفوظ ہیں۔ مومن کتاب و سنت دونوں کا پابند ہے، اور وہ بھی اس حد تک کہ قرآن پر عمل کرتا ہے تو بقول حضرت اقبال

یہ بات کسی کو نہیں معلوم کہ مومن!
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

یونہی سنت سنیہ پر عمل پیرا ہوگا تو اس دنیا کا نقشہ بدلتا نظر آئے گا۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا مقام و مرتبہ یہ ہے کہ شیخ الشیوخ انہیں شیخ الشیوخ کہتے ہیں، صوفیاء انہیں تمام صوفیہ کا سردار مانتے ہیں، مقربین انہیں مقربین کا سردار سمجھتے ہیں۔ وہ غوث، غیاث، قطب، اقطاب، فرد، اور ... سید ہیں۔ انہوں نے قدمی هذه على رقبة كل ولي الله کا اعلان فرمایا تو جہاں بھر کے اولیاء اللہ نے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ جن میں حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری علیہ الرضوان تھے۔ ایسے بزرگ جن کی بے مثال عظمت پر پوری طرح متفق ہیں وہ بھی آتے ہیں۔ جس کا یہ عالم ہو، جنہیں قرب خداوندی یوں میسر ہو، جو عوام ہی کا نہیں خواص کا وسیلہ بھی ہو فرمائیے ان کی عظمت شان کون بیان کر سکتا ہے۔ ہاں اب یہ پوچھئے کہ ان خوبیوں سے جو ہزاروں لاکھوں کو حلقہ بگوش کرنے والے طوفانوں

کا رخ پھیرنے والے، کفر و شرک کے زنار توڑ کر رب اکبر کی بارگاہ میں پہنچانے والے، حضور غوث اعظم کے بارے میں ان کا نقطہ نظر کیا ہے۔

حضرت خواجہ غریب نواز کی مدح سرائی ہی سے ان کے جذبات کا پتا لگایئے اور سوچئے پہنچانے والے میرے غوث کو کس طرح پہنچاتے ہیں۔ بارگاہ غوث میں گنگناتے ہیں۔

یا غوث معظم نور ہدیٰ ، مختار نبی، مختار خدا
سلطان دو عالم، قطب علی، حیراں ز جلالت ارض و سما
در بزم نبی عالیشانی ، ستار عیوب مریدانی
در ملک ولایت سلطانی ، اے منبع فضل وجود و سخا
چوں پائے نبی ﷺ شد تاج سرت، تاج ہمہ عالم شد قدمت
اقطاب جہاں در پیش ، در ت افتادہ چو پیش شاہ گدا
معین کہ غلام نام تو شد دریوزہ گر اکرام تو شد
شد خواجہ ازاں کہ غلام تو شد، دارد طلب تسلیم و رضا

سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری علیہ الرحمۃ کے بعد اب اور وں کی رائے کیا لکھی جائے۔ مقصود صرف یہ ہے کہ اولیاء و مقربین کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس نے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ہمسری کا دعویٰ کیا ہو یا جسے اسے ہمسر سمجھ لیا گیا ہو۔ ان کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کیا جائے تو اسوۂ حسنہ کا پرتو اور خلق عظیم کا آئینہ نظر آتی ہے۔ مختصر چند پہلو عرض کئے جاتے ہیں۔

تواضع: حضور غوث اعظم غرور و تکبر سے بالکل پاک اور تواضع سے مالا مال تھے اسی کا نتیجہ ہزاروں خادموں کی موجودگی میں۔ آپ اپنے چھوٹے چھوٹے کام بھی خود انجام دینے میں راحت محسوس فرماتے تھے۔ سفر میں رفقا کے ساتھ ہوتے تو منزل پر پہنچ کر آٹا گوندھتے روٹیاں پکاتے اور ساتھیوں میں تقسیم کرتے۔ غلام عرض کرتے کہ حضور ہم جو حاضر ہیں ہمیں یہ اس سعادت کے حصول کا موقع بخشئے۔ فرماتے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ خود میں بھی تمہارے جیسا آدمی ہوں۔

یہ تو سفر کا حال تھا، گھر میں بھی بعض اوقات یونہی ہوتا۔ آپ کی اہلیہ محترمہ بیمار ہو جاتیں یا گھر کا کام کاج نہ کر سکتیں تو گھر کا سارا کام آپ خود ہی انجام دیتے۔ کسی کو مدد کے لئے نہ بلاتے۔ جھاڑو دیتے، برتن صاف کرتے اور کھانا پکا کر بچوں کو کھلانے میں کوئی تکلف نہیں تھا۔ پانی کی ضرورت ہوتی تو کنوئیں سے خود بھر کے لے آتے

اسی تواضع کا ایک پہلو صبر و شکر تھا۔ کسی کے ہاتھ سے تکلیف بھی پہنچتی تو صبر و شکر سے برداشت کر لیتے آپ انتقامی جذبات سے بالکل پاک تھے۔ اپنی ذات کیلئے کبھی کسی سے ناراض نہیں ہوتے مگر شریعت کے معاملے میں سراپا جلال ہو جاتے تھے۔ جو شخص بھی کسی خلاف شرع حرکت کا ارتکاب کرتا، اس کی سخت زبان میں مذمت ہوتی چنانچہ یہ ایک مشہور واقعہ ہے جو کثر و بیشتر سیرت غوث کی ہر کتاب میں موجود ہے۔

"ایک دفعہ خلیفہ المقتفی لامر اللہ نے ایک ظالم شخص یحیٰی بن سعید کو بغداد کا قاضی مقرر کر دیا۔ لوگ اس کے

ظلم وستم سے خوب واقف تھے مگر خلیفہ کے سامنے کسی میں لب کشائی کی جرأت نہیں تھی۔ غوث اعظم کو جب علم ہوا تو آپ نے منبر پر چڑھ کر خلیفہ سے علانیہ فرمایا (اور خلیفہ مجلس میں موجود تھا) "تم نے ایک ایسے شخص کو قاضی القضاۃ کے عہدے پر مامور کر دیا ہے۔ کل اپنے خدا کو جو اپنی مخلوق پر بے حد مہربان ہے کیا جواب دو گے؟" خلیفہ لرز کر نادم ہو گیا اور اس کی آنکھیں اشک رواں ہو گئیں۔ اس نے اسی وقت معزولی کے احکام بھی جاری کر دیئے۔"

خلاف شرع کرنے والوں سے آپ بیزار رہتے تھے اور غریبوں پر امیروں کو ترجیح نہیں دیتے تھے۔ عدل و انصاف اور حق و صداقت کا پورا پورا پاس کرتے۔ آپ کو اپنے حلقہ بگوشوں کا بھی بہت خیال رہتا تھا۔ جو مجلس میں حاضر نہ ہوتا دریافت فرماتے، بیمار ہوتا تو تیمارداری کو تشریف لے جاتے یا اس کے گھر آدمی بھیج کر خیریت دریافت کر لیتے۔

یہی حال سخاوت و ایثار کا تھا۔ ابتدائی ایام میں جب آپ گھر چھوڑ کر بغداد آئے تھوڑا عرصہ ہی ہوا تھا قحط سالی کے آثار پیدا ہو گئے۔ اس دوران فاقوں پر فاقے آتے مگر صبر و شکر میں کوئی فرق نہیں آیا۔ کہتے ہیں کہ والدہ ماجدہ نے سونے کی ایک ڈلی بھیجی تو اس میں سے معمولی سا حصہ اپنی ذات کے لئے رکھ کر باقی سب فقراء میں تقسیم کر دی۔

حضور کی شہرت جب دیار و امصار میں گونجنے لگی تو اس وقت آپ کی سخاوت بھی کئی گنا بڑھ گئی۔ آپ کا مدرسہ گویا ایک ایسا مسافر خانہ تھا کہ جس مسافر کے خورد و نوش اور رات گزارنے کا کوئی بندوبست نہ ہوتا، وہ بلا تکلف آپ کا مہمان بن جاتا۔ آپ کا خادم مظفر روٹیاں پکاتا اور راستے پر کھڑا ہو کر آواز دیتا رہتا، آئے جسے روٹی کی ضرورت ہے۔ یہ وہ روٹیاں ہوتیں جو حاضرین فقراء و مساکین سے بچ رہتی تھیں۔

حضور غوث بغدادی کی غریب پروری کا ایک اور مشہور واقعہ دیکھئے ہوا یوں کہ ایک شخص کو آپ نے نہایت افسردہ و غمگین دیکھا تو وجہ پوچھی، عرض کی: حضور! دریائے دجلہ کے پار جانا چاہتا تھا مگر ملاح نے کرایہ کے بغیر کشتی میں نہیں بٹھایا اور ادھر صورت حال یہ ہے کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں۔ اسی دوران ایک عقیدت مند نے حاضر خدمت ہو کر تیس دینار نذر کئے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے وہ سب دینار اس شخص کو دے دیئے اور فرمایا جاؤ یہ تیس دینار اس ملاح کو دے دینا اور کہہ دینا کہ آئندہ کسی غریب کو واپس نہ کرے۔

آیئے اب غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت کے ایک ایسے واقعے کا مطالعہ کریں جو آپ کو اسلام اور صوفیہ اسلام کے طرز فکر سے آگاہ کر دے گا

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کے لخت جگر سیدنا حضرت عبدالرزاق قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آپ سفر حج پر روانہ ہوئے۔ کثیر خدام ہمراہ تھے۔ بغداد کی نواحی بستی حلہ میں پہنچے تو فرمایا اس بستی میں جو گھر سب سے زیادہ مفلس و نادار ہو، وہ گھر تلاش کریں۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ ہاں ایسا ایک گھر ہے جس میں دو بوڑھے محتاج میاں بیوی اور ایک بچی رہتی ہے۔ حضور بنفس نفیس تشریف لے گئے اور بڑے میاں سے رات ان کے ہاں رہنے کی اجازت مانگی۔ اس بستی کے بہت سے مشائخ اور اہل عقیدت نے دعوت دی مگر آپ نے انہیں مسکینوں کے پاس رہنا گوارا کیا۔ ان لوگوں نے نذرانوں اور تحفوں کے ڈھیر لگا دیئے۔ دوسرے روز آغاز سفر سے پہلے وہ سب درہم و دینار اور نذرانے سب اہل خانہ کو عطا ہوئے۔ اس طرح حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری کی برکت سے سب سے زیادہ غریب گھرانہ سب سے زیادہ امیر ہو گیا۔ چنانچہ حضرت سیدنا عبدالرزاق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کئی سال بعد میں حلہ میں گیا اور اس بوڑھے مسکین سے ملا تو اس نے بتایا کہ اس بستی میں سب سے زیادہ مالدار میں ہی ہوں اور یہ اسی ایک رات کا صدقہ ہے

☆ ☆ ☆

اتحاد ملت کی ضرورت و صورت

قسط: 38

پروفیسر محمد حسین آسی

یہ دیکھئے حضور سیدنا غوث اعظم سرکار رضی اللہ عنہ کا ایک اہم فیصلہ۔ آپ ولی ہی نہیں ولی الاولیاء بھی ہیں۔ شیخ ہی نہیں شیخ الشیوخ بھی ہیں، فرد ہی نہیں فرد الافراد بھی ہیں، مسند نشین ہی نہیں مسند ارشاد کے مسند نشین ہیں۔ اقطاب، اغیاث اور ابدال اوتاد سب آپ کی بارگاہ بے کس پناہ کے سائل ہیں۔ آپ مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والوں کی عقل و فہم سے بہت آگے کے حقائق کو پیش نظر رکھ کر فتویٰ دیتے تھے۔ جسے دیکھ کر بہت سے مدعیان علم و حکمت دنگ رہ جاتے تھے۔ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں۔ تاہم یہ بات ظاہر کرنا مقصود ہے کہ ایسی بلند و بالا شخصیتیں یقیناً قومی و ملی وقار کا سبب ہوتی ہیں۔ ایک مجدد دور کے ہی نہیں، صدیوں کے قاضی القضاۃ ہوتے ہیں اور ان کے فیصلے پر عمل پیرا ہونا گویا صدیوں کے اختلافات کو ختم کرنے کیلئے بھی کافی ہوتا ہے۔

اب اس تمہید کے بعد چاروں طرف ذرا کان لگا کر سنئے کیسی بھانت بھانت کی آوازیں آ رہی ہیں۔ امت کے بعض افراد کے دیدہ و دل اتنے ہو گئے ہیں کہ سرور دارین، مالک کونین، حضور جان رحمت، آفتاب نبوت، سرکار ابد قرار، شفیع روز شمار، حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی بارگاہ بے کس پناہ سے بھی روکتے ہیں اور اگر کوئی مسائل و مصائب کا پالا ہوا شخص یا عشق کے ہیجان کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنے آقا و مولا مختار دو عالم علیہ التحیۃ والثناء سے استمداد طلب کرتا ہے تو یہ لوگ اس پر بھی کفر و شرک کے فتوے داغ دیتے ہیں۔

انہیں کسی کا اضطراب نظر آتا ہے نہ عشق و ہیجان کی کیفیت۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا پہلا فیصلہ جعفر بن سعید بغدادی برکات دنیا میں تحریر فرماتے ہیں "میں ربیع الاول ۵۵۳ھ کو برے رائے مسند ارشاد تاجدار بغداد، محبوب سبحانی قطب ربانی سلطان الاولیاء غوث الثقلین سیدنا حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ وہ وقت تھا کہ حضرت شیخ اپنی ہمت اپنے استقلال اور اپنے دل کی نورانیت کے ساتھ خدمت خلق میں مشغول تھے۔ حضرت کی ذات والا کو آسمان عظمت کے ستاروں میں مہر درخشاں کی حیثیت حاصل تھی۔ غوثیت کبریٰ کا مرتبہ آپ کو حاصل ہو چکا تھا۔ آپ بھٹکے ہوئے لوگوں کو ہدایت پر لا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا حضرت مجھے ایسا عمل تلقین کیجئے جو میرے دینی اور دنیوی مقاصد کیلئے مفید ہو۔ حضرت نے فرمایا صابر اور شاکر اور شداید کا عادی ہو جا۔ توحید سے محبت کر، ہمیشہ پاک صاف رہ، نماز تہجد سے غافل نہ ہو، عبادت میں خشوع و خضوع پیدا کر، صدقہ و خیرات میں تاخیر نہ کر، عمل بالقرآن اور اتباع سنت کا خیال رکھ، مال حرام سے اجتناب کر، ذکر الٰہی سے محبت کر، ادب رسول اللہ اور محبت رسول کا سرمایہ حاصل کر، صداقت و دیانت کو سامنے رکھ، اس کے بعد عمل کی تاثیر تیرے لئے ہو گی اس کے بعد فرمایا

پہلا عمل جب تیرے دل میں کوئی آرزو پیدا ہو، بعد نماز مغرب دو رکعت نماز نفل پڑھ، سلام کے بعد حق تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کر تین

اور سبحان اللہ تینتیس بار الحمد للہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ پر گیارہ بار درود شریف پڑھے پھر یہ سلام عرض کرے

السلام علیک یارسول اللہ

السلام علیک یا خیر خلق اللہ

السلام علیک یا شفیع المذنبین

پھر یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَةَ فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ یَا وَاحِدُ یَا مَاجِدُ لَا تُزِلْ عَنِّیْ نِعْمَةً اَنْعَمْتَهَا عَلَیَّ

اس کے بعد حضور رسالتمآب ﷺ کے توسل سے باری تعالیٰ کی جناب میں اپنی حاجت پیش کرے۔

دیکھا آپ نے قاضی القضاۃ غوث زمان اور شیخ المشائخ کے ہاں جس طرح وہ مغرب کے بعد کے دو نفل بے شمار پڑھتے ہیں، جیسے سبحان اللہ اور الحمد للہ کس قدر مقدار میں ہے یونہی حضور پرنور ﷺ کی بارگاہ رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عرض درود وسلام پیش کرنا بھی بے شک و شبہ جائز ہے۔ پہلے حضور پرنور ﷺ کی خدمت میں درود وسلام کے گلدستہ پیش کر کے اپنی غلامی اور نیازمندی کا اظہار کرو اور پھر حضور پرنور ﷺ کی ذات ستودہ صفات کا وسیلہ اپنے رب لاشریک کی بارگاہ میں پیش کرو۔ نہ حضور ﷺ کو پکارنے میں حرج ہے نہ وسیلہ بنانے میں

تیسرا عمل شیخ عفیف الدین اپنی کتاب کشف الاسرار میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۸ ربیع الاول ۵۵۱ھ کو میں سیدنا حضرت ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہ سے درخواست کی کہ حضور آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو ہر آرزو اور ہر مقصد کیلئے مفید ہو۔ آپ نے فرمایا نماز مغرب کی سنتیں پڑھ کر دو رکعت نفل ادا کرو، ہر رکعت میں الحمد للہ کے بعد گیارہ مرتبہ قل ھو اللہ پڑھو پھر سلام کے بعد ایک سو بار یہ کلمات کہو

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ

اس کے بعد حضور رسالتمآب ﷺ پر گیارہ بار درود شریف پڑھو، پھر گیارہ بار یہ سلام پڑھا جائے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰهِ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْنَ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ اَجْمَعِیْنَ

غور فرمایئے مقصود یہ ہے عمل کا معلوم کرنا جو ہر آرزو اور مقصد کیلئے مفید ہو فرمایا جا رہا ہے۔ گویا حضور سیدنا رحمۃ للعالمین ﷺ کا فرزند درست یہ تصور دے رہا ہے کہ دین و دنیا کے کاموں کی تکمیل اور حاجات کا حصول تسبیح و صلوٰۃ کے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ کا ذکر کرو اور ساتھ ہی اس کے حبیب مکرم ﷺ پر درود بھیجو۔ یہ ہرگز شرک یا بدعت نہیں۔ غور سے دیکھئے حضور محبوب سبحانی قدس سرہ النورانی بار بار اسی درود شریف کی تلقین فرما رہے ہیں جو بعض لوگوں کے نزدیک شرک سے کم نہیں۔

امت کے بہی خواہوں نے ہمیشہ امت کو اسی راہ حق پر ڈالا ہے جس سے ان کا یہ تصور مضبوط ہو جائے کہ اللہ کے حبیب ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔

چھٹا عمل کسی شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ کیا خواب میں رسول کریم ﷺ کی زیارت ہو سکتی ہے۔ چونکہ پوچھنے والا صالح اور دیندار شخص تھا۔ کثرت با وضو رہتا تھا۔ نماز کا پابند تھا اور تہجد کا عادی تھا۔ اس کی عبادت میں خشوع و خضوع کی جھلک موجود تھی اور دل میں محبت رسول ﷺ کا جذبہ

نوٹ نوٹ کر بجر تھے۔ غوث پاک کو اس کے اوقات کا علم تھا۔ آپ نے مشورہ دیا کہ دو شنبہ کی رات نماز عشاء کے بعد کامل طہارت اختیار کرو، نیا لباس پہنو، خوشبو استعمال کرو، مدینہ منورہ کی طرف توجہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی التجا کرو۔ خشوع و خضوع کے ساتھ یہ درود شریف پڑھو۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

اللھم صل علی سیدنا محمد کما تحب و ترضاہ

اس کے بعد سو جاؤ، ان شاء اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوگی۔

استخارے کی ایک صورت استخارے کا ایک اور طریقہ یہ ہے کہ بعد نماز عشاء دو رکعت نفل استخارے کی نیت سے پڑھیں۔ پھر حضرت ﷺ پر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھیں۔ مندرجہ ذیل درود شریف کا پڑھنا بہتر ہے۔

السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

السلام علیک یا رسول اللہ

السلام علیک یا خیر خلق اللہ

السلام علیک یا شفیع المذنبین

السلام علیک وعلی آلک واصحابک اجمعین، اللھم صل علی محمد کما تحب و ترضاہ

اس کے بعد ذیل کے کلمات ایک ایک سو بار پڑھے جائیں

یا علیم علمنی (اے علم والے مجھے اس کے علم سے نواز)

یا مبشر بشرنی (اے بشارت دینے والے مجھے بھی بشارت سے سرفراز فرما)

یا خبیر خبرنی (اے خبر رکھنے والے مجھے خبر بھی اس کی خبر سے بہرہ ور فرما)

یا مبین بین لی (اے بیان وضاحت فرمانے والے مجھ پر اس راز کو کھول دے)

یہ چند اوراد ہیں جنہیں ہم نے کتاب غوث اعظم مصنفہ [illegible] سعدی سے من و عن اخذ کیا ہے حتیٰ کہ جس عمل کو انہوں نے تیسرا اور چوتھا کہا، ہم نے بھی ان کی اتباع کی اسے تیسرا اور چوتھا کہا۔

ذرا غور فرمایئے وہ کس بے تکلفی سے اپنے مریدان باصفا کو خصوصاً اور باقی امت مرحومہ کو عموماً اوراد و وظائف سکھا رہے ہیں تو اس تعلیم کے دوران انہیں کہیں تک وہم تک بھی پیدا نہیں ہوتا کہ یا رسول اللہ، یا شفیع المذنبین، یا خیر خلق اللہ کہنے سے شرک واجب آئے گا۔ وہ ایک روایتی قسم کے پیر بھی نہیں تھے کہ باپ کی وفات کے بعد بغیر کسی محنت کے اس کے سجادہ نشین ہو گئے تھے بلکہ انہوں نے حصول علم کے لئے بھی ریاضت شاقہ برداشت کی تھیں۔ علامہ ابن جوزی محدث جیسے نقاد ان کی علمی عظمتوں کو سلام کہتے تھے اور جس استغنا سے سب پریشان ہو جاتے تھے اس کا جواب حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ دیتے تھے۔ تو یہ شخص جب یا رسول اللہ اس اعتقاد سے کہتا ہے تو کون ہے ایسا بدبخت جو پھر بھی انکار پر تلا ہے، خصوصاً جب غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو مانتا بھی ہے، آپ کا حلقہ بگوش بھی ہے، قادری بھی کہلاتا ہے۔ ہاں کیسا کج فکر ہے جو آپ سے فکر و نظر کا اختلاف رکھتا ہے اور وہ بھی کفر و اسلام تک۔ چنانچہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو راضی کرنے کا، حضور پرنور، شافع یوم النشور ﷺ کی

[illegible] سے مشرف ہونے کا دن [illegible] ہر مرید کو پورا کرنے کے لئے جو وظیفہ ارشاد فرماتے ہیں وہ علامہ [illegible] کی پر [illegible] شرف [illegible]
کی ہے محقق شیخ محقق فقیہ محدث کا بیان ہے کہ جب حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

پڑھنے کا حکم [illegible] اسے شرک سے تعبیر کیا ہو، حضور کی مدد سے دستبردار ہو گیا ہو، قادریت سے توبہ کر لی ہو۔ نہیں ایسا ہرگز نہیں [illegible]
بہیں: یہ مصیبت ہو ہے کہ کچھ لوگ ہمارے زمانے میں ایسے پیدا ہوئے ہیں جو بظاہر بزرگان دین اور ان کے سلاسل سے کوئی تعلق نہیں رکھتے تھے
مگر پھر بھی [illegible] نسبتوں سے اپنی پہچان کراتے رہے۔ دور کیا جائیے، جناب مولانا تھانوی کی کتابوں پر ان کے نام کے ساتھ حنفی، چشتی لکھا [illegible]
مگر ان سے جواب سے پوچھتے حضور آپ کتنے فیصد سنی، کتنے فیصد حنفی اور کتنے فیصد چشتی ہو، چلو کبھی دیا تو کوئی [illegible] رہنے دیتے ہیں
[illegible] سے تھانوی صاحب حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ العزیز کے مسلک کے مطابق تھے کیا۔ جس طرح کے یہ چشتی ہیں، ان شان
کے ہی حنفی ہیں۔ کسی نے مجدد دین و ملت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ نے فرمایا

سنی ، حنفی ، چشتی — بن بن کے بہکاتے یہ ہیں

[illegible] کا ایک اور قصہ [illegible] ہے جو جعلی قادری کہلاتا ہے۔ اسے بھی سر سے پیر تک دیکھ لیں کیا کہیں قادریت جلوہ گر دکھائی دیتی
ہیں، ہمارے اسی قسم کے بہت سے 'نقشبندی مجددی' پائے جاتے ہیں۔ ان سب کا مقصود و منشور دراصل ان کے نام کے برعکس ہے یعنی جو نقشبندی
مجددی ہے جو حضرت خواجہ نقشبند اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہما کے بارے میں دھڑ دھڑ کی باتیں بنا کر دونوں بزرگوں کے فیض سے محروم
رکھنے کی کوشش کرتا ہے، یونہی چشتی کہلوانے والے حضرات چشت اہل بہشت اور قادری کہلانے والے حضور غوث اعظم (رضی اللہ عنہم) سے دور
کرتے ہیں یعنی ان کے نام کا سہارا لے کر ایسے عقائد کو عوام تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، جو قطعاً ان بزرگوں کے نہیں۔ اور جو ان بزرگوں کے
اصل عقائد ہیں، عوام کو ان سے محروم و بے خبر رکھنے کی سعی بلیغ کرتے ہیں۔ ہاں کہیں کہیں کبھی کبھی کوئی ایسا وقت بھی آجاتا ہے جب سچی بات ان کی
زبان سے نکل جاتی ہے۔ اور یہ گویا اس حقیقی بزرگ کا تصرف ہوتا ہے جس کی تعلیمات کو دوسروں کی نگاہ سے چھپانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

اب [illegible] کچھ تفصیل میں۔ تبلیغی جماعت کے ایک نامور رہنما مولانا محمد احتشام الحسن کاندھلوی نے ایک مختصری کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے
غوث اعظم ظاہر ہے کہ اگر غوث کا معنی فریادرس ہو جیسا کہ عموماً اس لفظ کو حضور غوث پاک کیلئے استعمال کرنے سے فضائے مجدد آلود اور طبع مجدد پر آلود
ہو جاتی ہے تو یقیناً 'غوث اعظم' کہنا شرک بلکہ شرک اکبر ہوگا۔ اس پس منظر میں کتنی بھاری ہے محمد احتشام الحسن صاحب کی جنھوں نے کتاب کا نام
غوث اعظم رکھا اور اس پر علیہ الرحمۃ لکھ کر جسٹری کر دی کہ اس سے مراد حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہی [illegible]

عمل کشائش [illegible] بات یہ ہے کہ اسی کے صفحہ ۳۳ پر ابو الفرج ابن جبار رحمۃ اللہ علیہ نے بیان [illegible] شیخ محمد بزار الحسنی نے بیان کیا ہے جب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
کوئی [illegible] تو آپ حق تعالیٰ کی جانب متوجہ ہوتے اور اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھتے تھے۔ نماز کے بعد سو مرتبہ درود
شریف پڑھتے تھے اور کہتے تھے

أَغِثْنِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْكَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

(یعنی میری فریاد سنئے یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام)

حضور پرنور ﷺ کا دور سے سننا اور فریاد کو پہنچ کر مدد پوری کرنا آپ کے بے پناہ تصرفات کا ایک حصہ ہے۔ محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء
یقیناً اس منصب پر فائز ہیں جسے مجدد دیوبند کے جیالے کلمہ پڑھنے کے باوجود بھی نہیں کہ اسے تسلیم نہیں کرتے بلکہ اسے کفر و شرک ٹھہراتے ہیں۔ یہ

کتاب ایک دیوبندی عالم دین نے لکھی (جیسا کہ اوپر بھی عرض ہوا) اور اسے دیوبندی مکتب فکر کے مشہور ناشر ادارہ اسلامیات نے شائع کیا لہذا درمیان میں کسی دھوکا یا آمیزش کا خطرہ نہیں۔ جب اتنی تسلی سے یہ کتاب منظر عام پر جلوہ گر ہوئی ہے تو پھر دیوبندی علماء کو اب اسے تسلیم کرنے میں کیا تامل ہے۔

اگر آپ اتنی سی حقیقت پر غور فرمالیں تو شاید بہت سے حقائق بے نقاب ہو جائیں۔ دیوبندی عالم دین نے جب حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ آپ یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام کا وظیفہ کیا کرتے تھے۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ دیوبندی حضرات میں سے بعض لوگ ہی سہی یہ وظیفہ شروع کر دیں۔ سب دیوبندی نہ سہی وہ لوگ جو اپنے قادریوں کا [illegible] ہونے پر نسبت پر فخر کرتے ہیں وہ ہی یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام پڑھ لیا کریں۔ چلو یہ بھی نہ سہی یہ تو ممکن ہے کہ دیوبندی حضرات اسے کفر و شرک نہ سمجھیں غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے تقدس کا احترام کرتے ہوئے جہاں جہاں بھی ان کی کتابوں میں ایسے عقیدہ مخالف فتوے آگئے ہیں، ان کو وہاں سے نکال دیں اور اعلان کر دیں کہ ہمارا اس مسئلے پر دوسرے اہل سنت سے کوئی اختلاف نہیں رہا۔ اور اگر یہ کچھ بھی نہیں اور رویے میں قطعاً کوئی تبدیلی نہیں آرہی تو کہنا پڑے گا یہ محض ایک چال ہے وہی چال جس کے بارے میں اک شاعر دادا پرگزرا

سنی ، حنفی ، چشتی
بن بن کے بہکاتے یہ ہیں

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ تو صدیوں پہلے گزرے ہیں تو دو بزرگ چشتی حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی علیہ الرحمۃ جو اکابر علمائے دیوبند کے شیخ ہیں، کیا ان کے بھی وہی عقائد نہیں تھے۔ کیا وہ بھی یارسول اللہ کہتے تھے یا نہیں اور کیا وہ بھی حضور ﷺ کو حاضر و ناظر مانتے تھے یا نہیں۔ ذیل میں ان کی دو نعتیہ غزلیں دی جا رہی ہیں تاکہ آپ پیر و مرید کو خوب سمجھ سکیں۔ کتنے تعجب اور دکھ کی بات ہے کہ پیر اور مریدوں کا کتنا کھلا تضاد اور کتنا دور رس اختلاف ہے۔ جو عقیدہ مریدوں کے نزدیک صریح شرک ہے پیر صاحب سے سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ اب مشرکانہ عقائد کی بنا پر اگر مشرک ہو گیا ہے تو غیرت توحید کا تقاضا یہی ہے کہ دور چھوڑ دو اور اگر وہ مشرک نہیں ہو تو اپنے پیر کے تابع ہو کر وہی عقائد اپنا سکتے ہیں۔ یہ عجیب مذہب ہے کہ کسی کو مشرک بھی سمجھا جائے اور پھر اسے پیر بھی بنایا جائے بجا اور دیوبند میں ایسے نظارے بہت سے ہیں۔

﴿ 1 ﴾

کرتے ہیں نثار آپ پہ گھر بار یا رسول ۔۔۔ اب آ پڑا ہوں آپ کے دربار یا رسول
عالم نہ متقی ہوں نہ زاہد نہ پارسا ۔۔۔ ہوں امتی تمہارا گنہگار یا رسول
اچھا ہوں یا برا ہوں غرض کچھ جو ہوں سو ہوں ۔۔۔ پر ہوں تمہارا ، تم مرے مختار یا رسول
کس طرح آ میں کروں خدمت میں حال عرض ۔۔۔ ہوں خجلت گناہ سے سرشار یا رسول
ذات آپ کی تو رحمت و شفقت ہے سربسر ۔۔۔ میں گرچہ ہوں تمام خطاوار یا رسول
کرکے نہ میرے فعل بدوں پہ نگاہ تم ۔۔۔ کیجو نظر کرم کی بس اک بار یا رسول
جس دن تم عاصیوں کے شفیع ہو گے پیش حق ۔۔۔ اس دن نہ بھولنا مجھے زنہار یا رسول
لیجو خدا کے واسطے اس دم مری خبر ۔۔۔ عصیاں کا میرے جب کھلے انبار یا رسول
تم نے بھی گر نہ لی خبر اس حال زار کی ۔۔۔ اب جا کہاں بتاؤں یہ لاچار یا رسول
دونوں جہاں میں مجھکو وسیلہ ہے آپ کا ۔۔۔ کیا غم ہے گرچہ ہوں میں بہت خوار یا رسول

کیا ڈر ہے اس کو لشکر عصیان و جرم سے
تم سا شفیع ہو جس کا مددگار یا رسول

گھیرا ہے ہر طرف سے مجھے درد و غم نے آہ
اب زندگی بھی ہو گئی دشوار یا رسول

ہو آستانہ آپ کا امداد کی جبیں
اور اس سے زیادہ کچھ نہیں درکار یا رسول

{ 2 }

ذرا چہرہ سے پردہ کو اٹھاؤ یا رسول اللہ
مجھے دیدار تک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ

کرو روئے منور سے مری آنکھوں کو نورانی
مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ

اٹھا کر زلف اقدس کو ذرا چہرہ مبارک سے
مجھے دیوانہ اور وحشی بناؤ یا رسول اللہ

شفیع عاصیاں ہو تم وسیلۂ بیکساں ہو تم
تمہیں چھوڑ اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ

پیاسا ہے تمہارے شربت دیدار کا عالم
کرم کا اپنے اک پیالہ پلاؤ یا رسول اللہ

خدا عاشق تمہارا اور ہو محبوب تم اس کے
ہے ایسا مرتبہ کس کا سناؤ یا رسول اللہ

چھپے ہو تخت سے جا کر پردۂ مغرب میں ہو دور
گر اپنے حسن کا جلوہ دکھاؤ یا رسول اللہ

تکے گا جوش رحمت ہو تو دریائے بخشش
کہ جب حرف شفاعت لب پہ لاؤ یا رسول اللہ

یقین ہو جائے گا کفار کو بھی اپنی بخشش کا
جو میداں میں شفاعت کے تم آؤ یا رسول اللہ

مجھے بھی یاد رکھیو ہوں تمہارا امتی عاصی
گنہگاروں کو جب تم بخشواؤ یا رسول اللہ

ہوا ہوں نفس اور شیطان کے ہاتھوں سے بہت رسوا
مرے اب حال پہ تم رحم کھاؤ یا رسول اللہ

اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں
تم اب چاہو ہنساؤ یا رلاؤ یا رسول اللہ

کرم فرماؤ ہم پر اور کرو حق سے شفاعت تم
ہمارے جرم و عصیاں پہ نہ جاؤ یا رسول اللہ

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

مشرف کر کے مجھ کو کلمۂ طیب سے اپنے تم
پھر اب نظروں سے اپنی مت گراؤ یا رسول اللہ

پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر
مری کشتی کنارہ پہ لگاؤ یا رسول اللہ

اگرچہ ہوں نہ لائق وہاں کی پر امید ہے تم سے
کہ مجھ کو مدینہ میں بلاؤ یا رسول اللہ

حبیب کبریا ہو تم امام انبیاء ہو تم
ہمیں بہر خدا حق سے ملاؤ یا رسول اللہ

شراب بے خودی کا جام اک مجھ کو پلا کر اب
دوئی کے حرف کو دل سے مٹاؤ یا رسول اللہ

بہت بھٹکا پھرا میں وادیٔ فرقت میں جوں وحشی
کرم فرماؤ اب تو مت پھراؤ یا رسول اللہ

مشرف کر کے دیدار مبارک سے مجھے یکدم
مرے غم دین و دنیا کے بھلاؤ یا رسول اللہ

خدا کے واسطے رحمت کے پانی سے مرے آ کر
شب ہجراں کی آتش کو بجھاؤ یا رسول اللہ

پھنسا کر اپنے دام عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قید دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ

☆ ☆ ☆

توحید اور محبوبانِ خدا کے کمالات

قسط: 62

پروفیسر محمد حسین آسی

(نوٹ: شدید علالت کی بنا پر زیادہ لکھنا بلکہ پڑھنا بھی دشوار ہے، اس لئے توحید اور محبوبان خدا کے کمالات کو منظوم کی شکل میں پیش کیا جارہا ہے۔ یہ ایک پرانی غیر مطبوعہ تضمین ہے جو حضرت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی ایک نعت شریف اور چند مناقب غوثیہ پر لکھی گئی تھی۔ ان کے پیش کرنے کی وجہ تو یہ ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا مہینہ ہے اور دوسری یہ کہ میرے مخدوم پیر سید صابر حسین شاہ مدظلہ (ٹمک) کا اصرار ہے کہ اعلیٰحضرت کے سلام پر تضمین کروں۔ ناسازی طبیعت کی بنا پر اس طرف تو توجہ نہیں ہوسکی بہتر جو تضمین حاضر ہے شاہ صاحب قبلہ اور دیگر قارئین کی نذر ہے (آسی)

وصل اول در نعت حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

رب کی ہر دولت و نعمت پہ ہے قبضہ تیرا
نام یونہی تو نہیں قاسم نعما تیرا
تو غنی اور ہے محتاج زمانہ تیرا
واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں، مانگنے والا تیرا!

جو ہے کونین کو کافی وہ ہے ٹکڑا تیرا
جس پہ قربان ہو جنت وہ ہے غنچہ تیرا
جس سے گلزار مہکتے ہیں وہ بچا تیرا
دھارے چلتے ہیں عطا کے، وہ ہے قطرہ تیرا
تارے کھلتے ہیں سخا کے، وہ ہے ذرہ تیرا

کوئی مانگے سو کرم یہ بھی ہے تیرا آقا
تجھ سے فریاد کرے، یہ بھی سہارا تیرا
میرا حسن طلب، یہ بھی عطیہ تیرا
فیض ہے یا شہ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

[illegible]

[illegible]

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

[illegible]

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

بحر سائل کا ہوں سائل نہ کنویں کا پیاسا
خود بجھا جائے کلیجہ مرا چھینٹا تیرا

چور حاکم سے چھپا کرتے ہیں یاں اس کے خلاف
تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

زینت کا تری شہکار ہیں تیرے اصحاب
جن کے ذروں سے چمک اٹھے نجوم و مہتاب
تیرے جلوے نے انہیں کر دیا جگ میں نایاب

روز محشر کا جو ہونٹوں پہ بھی آ جاتا ہے
کثرت عصیاں کا ڈر جان کو کھا جاتا ہے
کوئی سمجھائے اسے کیوں یہ مرا جاتا ہے

تجھے بخشی ترے اللہ نے رحمت کتنی
تیرے دامن میں بھری شفقت و برکت کتنی
کارگر کیوں نہ مجھے ہے شفاعت کتنی

سخت مہلک تھی مری بے بصری ' بے ہنری
عمر بے مایہ بھی لہو و لعب میں بیتی
پھر بھی کام آگئی سدا بندہ نوازی تیری

ورد ہے اے میرے پیغمبر جود و نوال
یوں تو ہر خلق حسن میں ہے تو آپ اپنی مثال
دلنوازی ہے مگر وہ کہ فدا اس پہ کمال !

جس سے ناداری کو ہو عار ' وہ نادار ہوں میں
جس سے بیکاری بھی شرمائے وہ بیکار ہوں میں
پھر بھی اے جان کرم ، بندہ سرکار ہوں میں

نفس و شیطان کے حملے ہیں شبہ پے در پے
ایسے اعدا کے مقابل ہے یہ بندہ ناشے
اک تری ذات ہی یہ مسئلہ کر سکتی ہے طے

آنکھیں ٹھنڈی ہوں ' جگر تازے ہوں ' جانیں سیراب
سچے سورج وہ دلآرا ہے اجالا تیرا !

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا !

ایک میں کیا ' مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

مفت پالا تھا کبھی کام کی عادت نہ پڑی
اب عمل پوچھتے ہیں ہائے نکما تیرا !

ترے ٹکڑوں پہ پلے ' غیر کی ٹھوکر پہ نہ ڈال
جھڑکیاں کھائیں کہاں ' چھوڑ کے صدقہ تیرا

خوار و بیمار و خطاوار و گنہگار ہوں میں
رافع و نافع و شافع لقب آقا تیرا

میری تقدیر بری ہو تو بھلی کر دے کہ ہے
محو و اثبات کے دفتر پہ کڑوڑا تیرا

یہ بیمار کہ بیماری سے جیتے چھوٹیں
یہ گرداب کہ حالت کے سینے اُدھیں
کیا کروں عرض شہ کیل ہیں یہ بیا دل میں
تو جو چاہے تو ابھی میل مرے دل کے دھلیں
کہ خدا دل نہیں کرتا کبھی میلا تیرا

کیا پڑی غیر کو جو حال ہی آکر پوچھے
در پہ جھکے تو مری بات سن وہ کن کے
پھر جو سمجھے تو مرے دکھ کا مداوا بھی کرے
کس کا منہ تکیے، کہاں جائیے، کس سے کہیے
تیرے ہی قدموں پہ مٹ جائے یہ پالا تیرا

ساری دنیا کا تھا کہ بیروں تا بھی ہوا
کسی صورت کسی انعام کے قابل ہی نہ تھا
پھر بھی اے جان کرم، تو نے نہ خالی رکھا
تو نے اسلام دیا، تو نے جماعت میں لیا
تو کریم، اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

اے شہنشاہ مدینہ سے معنی انتساب
زندگی ہو جو ترے شوق سے خالی نہ سراب
خار ہوں تیرے تبسم سے حقیقت کے گلاب
موت سنتا ہوں ستم تلخ ہے زہرابہ ناب
کون لا دے مجھے تلووں کا غسالہ تیرا

چلتے جاتے ہیں اب خواب ابد کے سائے
راہ تاریک تو پر ہول شب سناٹے
مجھ سا بد کیا کرے جب سبھی تیرے بچے
دور کیا جانیے بدکار پہ کیسی گزرے
تیرے ہی در پہ مرے بیکس و تنہا تیرا

آہ اے شافع محشر، شہ مکی و مدنی
تیرے جھنڈے کے تلے ہوں گے نبی اور ولی
دور ہو گی تیرے کوثر سے جہاں تشنہ لبی
تیرے صدقے مجھے اک بوند بہت ہے تیری
جس دن اچھوں کو ملے جام چھلکتا تیرا

تیرے جلوے سے مخفی آتا ہے خورشید نہ ماہ
منکشف یہاں کس سے تابندہ کی دور سے راہ
مطلع نور و تجلی ہے تیری ہی درگاہ
حرم و طیبہ و بغداد جدھر کیجے نگاہ
جوت پڑتی ہے تری، نور ہے چھنتا تیرا

علم و عرفاں سے وہ ہے جو تری شان رفیع
پہنچے قرب [illegible]
کہتا ہے [illegible] رضا منی [illegible] وقیع

تیرے دربار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

وصل دوم در منقبت آقائے اکرم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

[illegible] سایۂ رحمت ہے جو سایہ تیرا
دائمی شجرۂ برکات ہے شجرہ تیرا
کیوں نہ ہو نور سراپا ہے سراپا تیرا

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

ذکر جس ذکر سے مقصود، وہ آقا تیرا
فکر جس فکر پہ نور، وہ مولیٰ تیرا
جس سے سوگیر ہیں دل، وہ ہے کیما تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیا ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

کیا گرے جس کو اٹھاتا ہے اٹھانا تیرا
کیا جھکے جس کو کھڑا رکھے سہارا تیرا
کیا لچے جس کی مدد کا ہو ارادہ تیرا

کیا دبے جس پہ حمایت کا ہو پنجہ تیرا
شیر کو خطرے میں لاتا نہیں کتا تیرا

مشعل راہ یقیں کیوں نہ وہ پھر جتیں ہو
نور محبوب ہو جو مرجع آں و ایں ہو
لامع صدق و صفا، قامع بغض و کیں ہو

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدیں ہو
اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا

روز و شب سر قدیم اپنا پڑھاتا ہے تجھے
جلوۂ حسن ازل خوب دکھاتا ہے تجھے
خوان نعمت پہ بصد لطف بلاتا ہے تجھے

قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے
پیارا اللہ ترا چاہنے والا تیرا

دیکھنے والوں نے آقا تجھے یکتا دیکھا
[illegible] والوں نے شہ حسن سراپا دیکھا
عشق والوں نے تجھے نور کا دریا دیکھا

ھذا من فضل الٰہی کے شادات ﷺ
خوش ہیں فرزند سے کیسے جنہیں باب الحکمت
اور حسین کریمین سراپا شفقت

غوث، غیاث ہے تو، تجھ سے جہاں قائم ہے
حکم نافذ ہے بہر حال کہ تو حاکم ہے
جلوہ رحمت محبوب ﷺ ہے تو مظہر ہے

مہر بغداد سے روشن ہوا آنگن آنگن
خود محبوب رضی اللہ عنہ سے بھرپور ہے دامن دامن!
دیکھ کے حسن پکار اٹھتا ہے دوست دشمن

بزم افراد میں تو صدر نشین محفل
کشت عرفان و طریقت کا انوکھا حاصل
جان و دل تجھ پہ ہیں قربان بصد جان و دل

تیری عظمت کا ہے خود صاحب قرآں شناس
جس کو سب پیکر احساں کہیں تو وہ محسن
مصدر مہر و وفاء، صدق و صفا کا مخزن

حاکم عرب و عجم بادشہ روم و یمن
خواجہ مشرق و مغرب تو شہ شام و عدن
مالک اسود و احمر شہ شاہان زمن

پہنچی منزل پہ، پکارا جو بصد عزم و یقیں
کی جو فریاد کہیں، مل گیا مقصود وہیں
نام سے پائے سکوں قلب تپاں، جان حزیں

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تن بے سایہ کا سایہ دیکھا
جس نے دیکھا مری جاں جلوہ زیبا تیرا

ابن زہرا کو مبارک ہو عروس قدرت
قادری پائیں تصدق مرے دولہا تیرا

کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے
کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

نبوی مینہ، علوی فصل، بتولی گلشن
حسنی پھول، حسینی ہے مہکنا تیرا

نبوی ظل، علوی برج، بتولی منزل
حسنی چاند، حسینی ہے اجالا تیرا

نبوی خور، علوی کوہ، بتولی معدن
حسنی لعل، حسینی ہے تجلا تیرا

بحر و بر، شہر و قریٰ، سہل و حزن، دشت و چمن
کون سے چک پہ پہنچا نہیں دعویٰ تیرا

تربت و دشت چو اس رات سے ویراں تر
ہیبت کا نام و نشاں بھی نہ آئے نظر
رحمت بخت کریں سے یکتا مظہر!!

کثرت عصیاں سے بھی ہو گیا دل ڈانواں ڈول
ایک ادھر قلب تپاں، اس پہ ادھر ہول ہی ہول
لاتقنطوا ہے اسے جاں رہ تیرا قول،

بے شک رحمت کا نجوم ہے آقا بدست
اعتراف اپنے جرم کا ہے مجھ کو بے کاست
پھر بھی تجھ سے عنایت کی ہے شاہا درخواست،

کوئی محروم نہ جائے تری نیت یہ ہے
تجھ پر وسعت رحمت ہے، عنایت یہ ہے
میں بھی دیدار کروں بس مری حسرت یہ ہے

کیسے کہہ دوں کہ ہوں میں بندۂ فخر عزت،
میں از قعر ذلت سوں تو اوج عزت
پھر بھی تیرا ہوں اگرچہ ہوں شہا بساطت

بالیقیں اس کے مقدر ہیں سنورے جاتے،
تیری بیعت سے ہیں جو لوگ پکارے جاتے
وہ ہیں محفوظ جو ہیں تیرے سہارے جاتے

مرجع صدق و صفا جان جہان بغداد
جان سو جان سے قربان اے جان بغداد
آہ اے شان کرم، شان شہان بغداد

حسن نیت ہو خطا پھر بھی کرتا ہی نہیں
آزمایا ہے یگانہ ہے دوگانہ تیرا

عرض احوال کی پیاسوں میں کہاں تاب، مگر
آنکھیں لے ابر کرم تکتی ہیں رستا تیرا

موت نزدیک گناہوں کی تہیں، میل کے خول
آبرو جا کر نہا دھولے یہ پیاسا تیرا!

تب آمد وہ کہے اور میں تیمم برخاست
مشت خاک اپنی ہو اور نور کا اجالا تیرا

جاں تو جاتے ہی جائے گی، قیامت یہ ہے
کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا

تجھ سے در در سے سگ، در سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

میری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا

کر مرے دل کو بھی روشن مرے طلعت والے
کر مری جاں کو بھی سیراب اے طراوت والے
کر حمایت اے فقیروں کی حاجت والے

تیری عزت کے نثار اے مرے غیرت والے
آہ صد آہ کہ یوں خوار ہو بردا تیرا

عقل سے خالی سہی، بخت کا بے مارا سہی
نفس کے ہاتھوں برا بےبس و بیچارہ سہی
سر بسر جور و جفا، ظالم و آوارہ سہی

بد سہی، چور سہی، مجرم ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

تیری عظمت پہ جو شاہد ہیں شہا سارے ولی
دیتے ہیں از تہ دل سارے گواہی تیری
تجھ سے اچھے کا جو میں ہوں تو یہ نسبت ہے بڑی

مجھ کو رسوا بھی اگر کوئی کہے گا تو یونہی
کہ وہی نا وہ رضا بندہ رسوا تیرا

اعلیٰحضرت کی تواضع پہ ذرا غور کرو
غوث الاغیاث کے دربار میں حاضر ہیں جو
کس ادب سے ہیں یہاں پیش وہ کرتے خود کو

ہیں رضا یوں نہ بلک، تو نہیں جید تو نہ ہو
سید جید ہر دہر ہے مولیٰ تیرا

آتی تجھ پہ بھی ترے شیخ کا ہے لطف وسیع
لکھتا جا نظم رضا پہ ارے تخمیس و قطع
کر عمل تو بھی تو سن کر اے ہاتف سمیع

فخر آقا میں رضا اور بھی اک نظم رفیع
چل لکھا لائیں ثنا خوانوں میں چہرا تیرا

وصل سوم در حسن مفاخرت از سرکار قادریت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تو ہے وہ شاہ کہ ہر شاہ ہے بندہ تیرا
تو ہے وہ فرد کہ ہر فرد ہے بردا تیرا
تو ہے وہ قطب کہ ہر قطب ہے منگتا تیرا

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا

کتنے انقلاب نظر آئے، نظر تک پہنچے
کتنے شاہوں کے لئے تخت بچھے پھر نہ رہے
کتنے ہنگامے تھے، اب گئے وہ پھر نہ اٹھے

ہمارے گھر میں تو رک جاتے ہیں، جب بجتے ہیں
منتقل ہونے کے صدمات تو سب سہتے ہیں
ہونا نہ ہے یہی، اہل نظر کہتے ہیں

اولیا ماضی کے ہوں حال کے کہ مستقبل کے
سب کو تسلیم ہیں بے مثل مراتب تیرے
اس حقیقت میں کوئی شک نہیں، اے شاہ مرے

رب کے محبوب ﷺ مکرم کے ہے محبوب کریم
منعکس تجھ میں ہے سرکار ﷺ کا ہر خلق عظیم
تیری یکتائی ہے سب اہل نظر کو تسلیم

تجھ کو خدا نے بخشی ہے وجاہت کیسی
تو نے ورثے میں شہا پائی ہے عظمت کیسی
سارے غوث پہ ہے تیری حکومت کیسی

حق ہے یہ اس میں نہیں شائبہ لاف و گزاف
جو بھی خدا کے عارف ہیں، وہ تیرے وصاف
رہ عرفاں میں ہے تو مرکز اہل الطرف

ہو گیا پیر جسے ہو گیا تیرا دیدار
تو نے کی جس پہ نظر، کھل گئے اس پہ اسرار
چور کو قطب، کرے قطب کو تو قطب مدار

سورج اوروں کے چمکتے تھے، چمک کر ڈوبے
افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

مرغ سب بولتے ہیں، بول کے چپ رہتے ہیں
ہاں اصیل ایک نواسنج رہے گا تیرا

جو ولی قبل تھے، یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں، مرے آقا تیرا

قسم کہتے ہیں شاہان صریفین و حریم
کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

تجھ سے در در کے اقطاب سے نسبت کیسی
قطب خود کون ہے؟ خادم ترا، چیلا تیرا

سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبہ کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا

اور پروانے ہیں جو ہوتے ہیں کعبہ پہ نثار
شمع اک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

رہرو سالک جو چلے کس کے چلائے، تیرے
صوفی حق سے جو ملے کس کے ملائے، تیرے
دل گرما گئے ہیں کس کے جگائے، تیرے

تو ہے ... شاہ شہاب ...
وارث خواجہ لوہاک ... فخر ...
ہاں ترے دم سے ہیں ... دیار و امصار

ساقی و رند ہی کیا، بزم بھی جوش میں ہے
کھلکھلاتے جو ہیں پھول بھی جوش میں ہے
باغ جو ہیں پہ ہیں، ہر ایک کلی جوش میں ہے

عطر پاشی میں حسینان چمن کی ہے مہک
نظر افروز جوانان گلستان کی لہک
تجھ سے نسبت ہے تو پھر ہوش بھی کیوں بہک

مدح کرتے ہیں شہ عارف و عامی تیری
کرتے ہیں ثنا سعدی و جامی تیری
گلشن ہر باغ میں ہے شہرہ دوامی تیری

کون ہے تیری عنایات پہ ہو جس کو نہ ناز
شاہ بغداد کو سب مانتے ہیں چارہ ساز
ہر ولی تجھ کو سمجھتا ہے سدا بندہ نواز

کونسا دل تری الفت سے نہیں ہے مسرور
کونسی جاں ترے نغمے سے نہیں ہے مخمور
تیری رحمت سے ہے خالی کوئی نزدیک نہ دور

شجر سرو سہی کس کے اگائے، تیرے
معرفت پھول سہی کس کا کھلایا تیرا

تو ہے نوشاہ، براتی ہے یہ سارا گلزار
لائی ہے فصل سمن گوندھ کے سہرا تیرا

ڈالیاں جھومتی ہیں، رقص خوشی جوش پہ ہے
بلبلیں جھولتی ہیں، گاتی ہیں سہرا تیرا

گیت کلیوں کی چٹک، غزلیں ہزاروں کی چہک
باغ کے سازوں میں بجتا ہے ترانا تیرا

صف ہر شجرہ میں ہوتی ہے سلامی تیری
شاخیں جھک جھک کے بجا لاتی ہیں مجرا تیرا

کس گلستاں کو نہیں فصل بہاری سے نیاز
کونسے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

نہیں کس چاند کی منزل میں ترا جلوۂ نور
نہیں کس آئنہ کے گھر میں اجالا تیرا

قہر و دام ہے تیرا تو تصرف بھی عام !!
ہیں پہاڑوں پہ گڑھے تیرے کرم کے اعلام
واہ کس ملک میں نافذ نہیں تیرے احکام

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام
باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

وہ ڈرے جن سے شہا پھیرے مقدر کے بھی پھیر
نفس و شیطاں نے زبردستی سے کر رکھا ہے زیر
مرتے ہوتے بھی میں پیاسا رہوں ، ایسا اندھیر

مزرع چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

ہر طرف ہجوم ہے ، اے جانِ حساں ، شاہِ حسیں
شہ بغداد ہے بے شک پیر سردار دیں
وہ ہو محبوب جو مانے تجھے آقا عظمیٰ

اور محبوب ہیں ، ہاں پر سبھی یکساں تو نہیں
یوں تو محبوب ہے ہر چاہنے والا تیرا

دیکھنے والے تری عظمت کو بھلا کیا جانیں
سب مقرب بھی شہا قرب تجھی سے مانگیں
تیری وسعت کو دلِ کل کے بھی کیونکر پائیں !

اس کو سو فرد سراپا بفراغت اوڑھیں
تنگ ہو کر جو اترنے کو ہو نیما تیرا

تیرے قربان اے خورشید ابو صالح کے "
ہیں ترے حسن کی ہیبت کے بھی کیا کیا جلوے
دیکھتے رہ گئے سب دیکھنے والے تیرے '

گردنیں جھک گئیں ، سر بچھ گئے ، دل لوٹ گئے
کشفِ ساق آج کہاں ، یہ تو قدم تھا تیرا

حق ہے مرے مجبور ، مدح میں کیونکر بولے
دور مشتدر ہے قلم ان کی ثنا کیا لکھے
عقل حیران ہے ، کیا فکر کرے ، کیا سمجھے

تاج فرق عرفا کس کے قدم کو کہیے
سر جسے باج دیں ، وہ پاؤں ہے کس کا ؟ تیرا

ماورائے فکر و تدبر سے ہیں تیری شانیں
اصفیا کو یہی کافی ہے کہ رب سے مانگیں
ہاں جو ہوں شیخ مجدد سے تو پھر پہچانیں

سکر کے جوش میں جو ہیں وہ تجھے کیا جانیں
خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا

کم نہیں فلکدہ دہر میں شر و سواس
بعض کو فکر و تدبر بھی کہاں آتا ہے راس
اپنی کم عقلی و کم نظری کا کم ہے احساس
آدمی اپنے ہی احوال پہ کرتا ہے قیاس
نشے والوں نے بھلا سکر نکالا تیرا

واہ وہ تیرا توکل، وہ مقام تفویض
کیوں امارت میں ہو حائل مرے آقا تجیض
ان کو معذور سمجھئے جو نہیں دل کے مریض
وہ تو چھوٹا ہی کیا چاہیں کہ ہیں زیر حضیض
اور ہر اوج سے اونچا ہے ستارہ تیرا

گل چٹکتا ہے اسے گویا چٹک کی دھن ہے
قطرۂ خار میں ہے شب کھٹک کی دھن ہے
بلبل شیخ ہے، آتی چہک کی دھن ہے
دل اعدا کو رضا تیز نمک کی دھن ہے
اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا!

وصل چہارم

در منافحت اعدا و استغاثت از آقا رضی اللہ عنہ

بڑے خوش بخت ہیں جن کو ہے سہارا تیرا
ان کے کیا کہنے جنہیں مل گیا سایہ تیرا
پر غضب بھی شہ والا ہے نرالا تیرا
الاماں قہر ہے اے غوث وہ تیکھا تیرا
مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا

مظہر رحمت مولا ہے جو رحمت تیری
قہر بھی تیرا ہے آئینہ قہر باری
کوئی روکے تو بھلا تیرے غضب کی آندھی
بادلوں سے کہیں رکتی ہے کڑکتی بجلی
ڈھالیں چھٹ جاتی ہیں اٹھتا ہے جو تیغا تیرا

قسمت اچھی ہو تو دل قہر سے ڈر جاتا ہے
ورنہ منکر ہو تو کھا کھا کے مکر جاتا ہے
ہر ادائے غضب غوث سے مر جاتا ہے
عکس کا دیکھ کے منہ اور بپھر جاتا ہے
چار آئینہ کے بل کا نہیں تیرا تیرا

ہو مقابل کی جسے تاب مقابل آ لے
ٹال سکتا ہے تری مار جو آقا چاہے
کون سنبھالے ترے وار کو گیلاں والے

گو سر کٹ ہو تو اک وار میں دو پر کاٹے
ہاتھ پڑتا ہی نہیں بھول کے اوچھا تیرا

تیری اس عظمت یکتا کے ہیں ہر سو چرچے
وہ ولی کیا جو اب بھی نہ تجھ کو مانے
کون ہے عقل کا دشمن جو نہ تسلیم کرے

اس پہ یہ قہر کہ اب چند مخالف تیرے
چاہتے ہیں کہ گھٹا دیں کہیں پایہ تیرا

اس میں کیا شک ہے کہ تقدیر کے ایسے ہیچے
بنے جن ہیں خدائی میں بھی سب سے بڑے
دین ہوتا تو ترے در کی گدائی کرتے

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

ترے قرآن اے محبوب شہ بحر و بر
فرش کیا عرش پہ ہے دھوم تری سرتا سر
عقل و دانش کی زباں ہے تری توصیف سے تر

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

تجھ پہ احسان ہیں آقا جو شہ بطحا کے
کون انکو گنے یا ان کی حقیقت سمجھے
صاف آتا ہے نظر رفعت والا ہے ترے

مٹ گئے مٹتے ہیں، مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے، نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

تو مٹائے سے کسی کے نہ مٹا ہے نہ مٹے
تو گرائے سے کسی کے نہ گرا ہے نہ گرے
تو دبائے سے کسی کے نہ دبا ہے نہ دبے

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

غوث اعظم ہیں حقیقت میں رئیس الاحرار
فخر دیں، فخر زماں، فخر امم، فخر کبار
ان کا انکار نہ کر نجدی بدکیش و غدار

سر قائل ہے خدا کی قسم ان کا انکار
منکر فضل حضور آہ یہ لکھا تیرا

کیا سمجھ بیٹھا ہے کچھ سوچ ارے اپنے تئیں!
ایسے انکار سے دنیا ہی سلامت ہے نہ دیں
کیسا اندھا ہے تو اے منکر بد بخت و کمیں

ہے کوئی ایسا تجھ ایسے کو جو سمجھائے
ہے کوئی شمع ترے دل کو جو روشن کر دے
تو ہے تو تری باتوں سے بھی بدبو پھیلے

کیا میسر نہیں از قسم خرد کوئی شے
جس جہاں کس شے میں ہے کوئی پنہاں ہے سے
آخر اپنی ہی تباہی کے تو کیوں ہے درپے

ہے بدبخت یہ یا جنون ہے قسمت تیری
تیری بدبختی سے بے عار تو بدبختی کو بھی
اپنی غداری کا انجام بھی سوچا ہے کبھی

کیوں اکڑتا ہے، بپھرتا ہے، غضب ڈھاتا ہے
حیف اپنے لئے پیغام فنا بنتا ہے
سوچ کیا تیری حقیقت ہے، تو کیا بنتا ہے

سوچ اگر عقل بھی تجھ میں ہے ذرا سی تھوڑی
غوث ثقلین سے پھر کیوں ہے لڑائی تیری
اس کا خادم بھی دہاڑ ہے جو تو ہے رائی

اس کی کیا بات رسول جو ہے خود اپنی مدحت
کیوں کروں ذکر اسی کا جو ہے مغضوب خدا
کیوں پکاروں نہ اسے جو ہے مرا شہنشاہ

تجھ کو کہتے ہیں شہنشاہ زمانے کے ولی
تیری علوی، زہراوی، حسینی، حسنی
تیرے صدقے کسی کی تجھے دولت بخشی

میرے سینے کے خنجر سے تجھے باک نہیں
چیر کر دیکھے کوئی آہ کلیجا تیرا

کن ہوا ہے ترے دل میں یہ دبدبہ بھرے
نل ہے او منکر بیباک یہ زہرا تیرا

شاخ پہ بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں نیچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا

وہ نہ مذہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھری
دیکھ اڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا

حق سے بد ہو کے زمانے کا بھلا بنتا ہے
ارے میں خوب سمجھتا ہوں معما تیرا

سگ در قہر سے دیکھے تو بکھرتا ہے ابھی
بند بند بدن اے روبۂ دنیا تیرا

غرض آقا سے کروں عرض کہ تیری ہے پناہ
بندہ مجبور ہے خاطر پہ ہے قبضہ تیرا

حکم نافذ ہے ترا خامہ ترا سیف تری
دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا

ڈوبی کشتی پہ اگر رحم کرے تو تر جائے
تو جو چاہے تو کڑی دھوپ میں بادل گھر جائے
قہر سے دیکھے جبل کو بھی تو فوراً چر جائے

جس کو للکار دے، آتا ہو تو الٹا پھر جائے
جس کو چمکار لے، ہر پھر کے وہ تیرا تیرا

رحمت رحمت کونین کے سچے مظہر
چھوڑ کے تجھ کو پکاریں کسے ابن حیدر
کچھ نہ دنیا کی محبت کا رہے مجھ پہ اثر

کنجیاں دل کی خدا نے تجھے دیں ایسی کر
کہ یہ سینہ ہو محبت کا خزینہ تیرا

اے رحیم ابن رحیم ابن رحیم ابن رحیم
اے کریم بن کریم بن کریم ابن کریم
اس طرف آنے نہ پائے کبھی شیطان لعیم

دل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ دزد رجیم
الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغریٰ تیرا

اے مرے بندہ نواز، اے مرے مقصود و معین
کیا کہوں تیرا ہر انداز ہے محبوب و حسین
عرض یہ ہے کہ سدا دل میں ہو تو پردہ نشین

نزع میں، گور میں، میزاں پہ، سر پل پہ کہیں
نہ چھٹے ہاتھ سے دامان معلیٰ تیرا!

مجھ کو تسلیم بہت سخت ہے محشر کا سفر
سہ سکے گا نہ اوس تاپ کبھی بندے کا جگر
پیاس بجھنے کی لگی ہے اور پسینہ تا سر

دھوپ محشر کی وہ جاں سوز قیامت ہے مگر
مطمئن ہوں کہ مرے سر پہ ہے پلا تیرا

واہ کیا بندہ نوازی ترے اطوار میں ہے
کیسی تسکین دل و جاں تری گفتار میں ہے
زندگی بخش اثر کیا تری رفتار میں ہے

بہجت اس سر کی ہے جو بہجۃ الاسرار میں ہے
کہ فلک وار مریدوں پہ ہے سایہ تیرا!

سچ ہے تسلیم کہ ہے سخت ہی ناکارہ دست
نقش لاثانی ہیں پر اس کی حمایت میں چست
اعلیٰحضرت نے یہاں خوب ہی فرمایا درست

اے رضا چیست غم ار جملہ جہاں دشمن تست
کردہ ام مامن خود قبلۂ حاجاتے را

کپڑوں سے میل اور دلوں سے گناہ دھو ڈالو

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے خطبات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اپنے آپ کو حسد سے بچاؤ۔ وہ برا ساتھی ہے۔ یہ حسد ہی تو تھا جس نے ابلیس کا گھر برباد کیا، اس کو ہلاک کیا اور اسے دوزخی بنایا اور اس پر خدائے بزرگ و برتر اور اس کے فرشتوں اور اس کے نبیوں اور اس کی مخلوق کا لعنتی بنایا۔ کسی سمجھدار آدمی کے لیے حسد کرنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے جبکہ اس نے یہ بات سن لی ہے۔ ہم نے دنیاوی زندگی میں ان کی روزی ان میں بانٹ دی ہے یا وہ لوگوں پر اس چیز سے حسد کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنی مہربانی سے دی۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ "حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ خشک لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔"

اے صاحبزادے! حسد کے بارے میں حضرت علیؓ کا فرمان کس قدر انصاف کرنے والا ہے کہ بے شک حسد اپنے ساتھی ہی سے شروع کرتا ہے۔ پس اسی کو مارتا ہے اور حسد کرنے والا بیچارہ خدائے بزرگ و برتر۔ خدا کے ساتھ اس کے فعل پر اور اس کی تخلیق پر اور اس کی تقسیم پر بھی جھگڑا کرتا ہے۔

بلاشبہ میں ایک بات میں تم سے اور تمہارے گھروں کے مال و اسباب اور تمہارے تحفوں سے بیزار ہوں۔ چنانچہ جب تک میں اس امر پر قائم رہوں گا انشاء اللہ میری بات سے تم کو فائدہ پہنچے گا۔ جب تک بات کرنے والے کی نظر تمہاری جیبوں، کپڑوں اور جیبوں پر رہے گی تمہیں اس کی بات سے فائدہ نہ ہوگا۔ جب تک وہ تمہارے (چہرے کے) دروازوں اور تمہارے ہاتھوں کو دیکھتا رہے گا تمہیں اس کی بات سے فائدہ نہ پہنچے گا۔ اس کی بات ایسا چھلکا ہوگی جس میں مغز نہیں، ایسی ہڈی ہوگی جس پر گوشت نہیں۔ تنکی ہوگی۔ بے مغز صورت ہوگی۔ بلا معنی۔ طمع کرنے والے کی بات حرص اور رعایت سے خالی نہیں ہوتی۔ اس کو اس وجہ سے قناعت پر قدرت نہیں ہوتی۔ طمع کرنے والا طمع کے حروف کی طرح خالی ہے۔ "طمع" کے حروف "ط" اور "م" اور "ع" سب کے سب نقطوں سے خالی ہیں۔

غلطی کی تلافی کرلو

اے اللہ کے بندو! سچے بنو۔ یقیناً فلاح پاؤ گے۔ سچا (اللہ کی بندگی سے) پھر نہیں کرتا۔ اللہ کو ایک کہنے میں سچا ہونے والا اپنے نفس، جن اور شیطان سب کی بات پر (اللہ کے دروازے سے) لوٹا نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور نیکیوں کی محبت میں سچا ہوتا ہے۔ سچا ملامت پر کان نہیں دھرتا اور نہ یہ اس کے کان میں سماتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ اور اس کے بندوں میں سے نیکوں سے پکی محبت میں سچا کسی منافق ملعون و مبغوض کی بکواس پر اپنے کام سے باز نہیں آتا۔ سچا (اپنے دوست اور دشمن کو) پہچانتا ہے اور کھوٹا نہیں پہچانتا۔ سچے کی ہمت آسمان تک بلند ہوتی ہے۔ کسی کی کسی دھمکی بات کو خاطر میں نہیں لاتا۔ بلاشبہ خدائے بزرگ و برتر کو اپنی بات پر قدرت ہے۔ جب تجھ سے کوئی کام لینا چاہے گا تجھے اس

کے قابل بنا دے گا۔ اے عالم! اگر تیرے پاس علم کے پھل اور اس کی برکت سے کچھ ہوتا تو نفس کے مزوں اور لذتوں کی خاطر بادشاہوں کے دروازوں کی طرف کبھی نہ دوڑتا۔ علم کے دو پاؤں ہی نہیں ہوتے جن سے لوگوں کے دروازوں کی طرف دوڑے اور زاہد کے دو ہاتھ ہی نہیں ہوتے جن سے لوگوں کا مال لے۔ اور محبت کی دو آنکھیں ہی نہیں ہوتیں جن سے محبوب کے سوا کسی کو دیکھے اور سچا محب اگر ساری مخلوق سے بھی ملے تو اس کی طرف نگاہ کرنا جائز نہیں چونکہ اس کے لیے محبوب کے سوا کسی پر نظر کرنا حلال ہی نہیں۔ نہ اس کے سر کی آنکھوں میں دنیا بڑی معلوم ہوتی ہے اور نہ اس کے سر کی آنکھوں میں آخرت بڑی ہوتی ہے اور نہ اس کے سر کی آنکھوں میں اللہ کے سوا کوئی بڑا نظر آتا ہے۔

اے صاحبزادے! منافق کی پہچان اس کی زبان اور سر سے ہوتی ہے اور مومن کی پہچان اس کے دل سے ہوتی ہے اور اس کے باطن کا بھید خدائے بزرگ و برتر کے دروازہ پر ہوتا ہے اور باطن اللہ کے حضور دروازہ ہی پر کھڑا رہتا ہے۔ حتیٰ کہ اندر داخل ہو جاتا ہے۔ خدا کی قسم اگر تم ... خدائے بزرگ و برتر کے دروازے کی راہ تم خود نہیں جانتے ہو تو دوسروں کو کس طرح بتاؤ گے۔ اور تم خود اندھے ہو، اپنے سوا کسی دوسرے کی کس طرح قیادت کرو گے۔ تمہاری خواہش اور تمہاری طبیعت اور تمہارے اپنے نفس کی پیروی اور تمہاری چاہت۔ اپنی ریاست اور اپنی لذتوں کی محبت نے تمہیں اندھا کر رکھا ہے۔ تمہاری خرابی ہو تمہیں دنیا میں رہنا محبوب ہے مگر تمہارے کوئی چیز ہاتھ نہ آئے گی۔ اپنی دکان پر اپنی ... کو کب ترجیح دو گے؟ آخرت کو اپنی دنیا پر کب مقدم رکھو گے؟ اپنے خالق و رب کو مخلوق پر کب مقدم رکھو گے اور اپنے نفس کی بجائے سائل کو کب ترجیح دو گے؟ خدائے بزرگ و برتر کے حکم کو اور اس کی منع کی ہوئی چیز سے رکنے کو اور اس پر جو مصیبتیں آتی ہیں ان پر صبر کو اپنی خواہش اور عادت پر کب ترجیح دو گے؟ لوگوں کا کمانا لانے کی بجائے اس کا کمانے والے کو کب مقدم رکھو گے؟ عقل سیکھو۔ تم ہوش میں کیسے ہو ایسے عقل کی حس میں حق نہیں۔ ایسے ظاہر کی جس میں باطن نہیں۔ ایسے خدا ... کی جس

میں ہو سکیں۔ جب تک تمہارے جسم پر ... تیری طرف قدم بڑھا دو اس سے پہلے کہ وہ تمہارے دل تک پہنچ جائیں۔ پھر تم اصرار کرو اور اصرار میں مشغول رہو تو کافر ہو۔ نفس کی تابعداری کرو۔ تھوڑی (زندگی یا تکلیف) سے بڑی (زندگی یا تکلیف) کو محفوظ کرلو۔ جب تک رسی کے دونوں کنارے تمہارے ہاتھوں میں ہیں تلافی کر لو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں اگرچہ ستر مرتبہ دن میں پھر کرے۔ جب تم نے رسول کریم ﷺ سے سن لیا اور ان کی بات پر عمل کیا اور آپ کے سنت کی پیروی کر کے آپ کے ساتھ بہتر برتاؤ کیا تو تمہارے دل کو تمہارے خدائے بزرگ و برتر کے سامنے کریں گے اور اس کا کلام تمہیں سنائیں گے جس کی اطاعت اور عبودیت اللہ کی خاطر ثابت ہو جاتی ہے وہ اللہ کا کلام سننے پر قادر ہو جاتا ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی کریم ﷺ پر اور تمام نبیوں پر درود و رحمت ہو اپنی قوم کے پاس آئے۔ ان کے پاس توریت تھی جس میں امر اور نہی تھی۔ لوگوں نے کہا ہم تیری بات نہیں مانیں گے جب تک ہم اللہ کا چہرہ نہ دیکھ لیں اور اس کا کلام نہ سن لیں۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کو تو اس نے مجھے بھی نہیں دکھایا تو تمہیں کیسے دکھا دوں۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ جب آپ نہ اس کا منہ دکھائیں اور نہ اس کا کلام سنوائیں ہم اس کی بات کیسے مان لیں۔ تب خدائے بزرگ و برتر نے موسیٰ اور ہمارے نبی ﷺ پر درود و رحمت ہو کی طرف وحی کی کہ ان کو کہہ دیجئے کہ اگر یہ میرا کلام سننا چاہتے ہیں تو ... روزے رکھیں جب ... پاک ... کپڑے پہنیں۔ پھر ان کو لے کر آئیں تاکہ میرا کلام سنیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں کو اس بات کی خبر کر دی۔ تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر پہاڑ کی اس مقام پر لائے جہاں وہ موسیٰ (علیہ السلام) اپنے خدائے بزرگ و برتر سے سرگوشی کیا کرتے تھے۔ اور انہوں نے اپنی قوم کے عالموں اور پرہیزگاروں میں سے ستر آدمی لیے۔ جب حق تعالیٰ ان سے مخاطب ہوئے تو سب کے سب بے ہوش ہو کر گر گئے۔ موسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی اور ان پر درود و رحمت

ہوا اکیلے رہ گئے اور رو کر عرض کی اے پروردگار! آپ نے میری امت کے بہترین لوگوں کو ... ان کو ... کر دیا تو اللہ نے ان کو زندہ کر دیا وہ اپنے پاؤں پر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا موسیٰ علیہ السلام ہمیں اللہ تعالیٰ کا کلام سننے کی طاقت نہیں آپ ہی ہمارے اور ان کے بیچ درمیان واسطہ بنیے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرتے اور موسیٰ علیہ السلام ان کو سناتے اور ان کے لیے ... تھے۔ موسیٰ علیہ السلام محض اپنے ایمان کی قوت اور اپنی طاقت ... کے ثابت ہونے کی بنا پر اللہ تعالیٰ کا کلام سننے پر قادر ہوئے اور وہ لوگ محض اپنے ایمان کی کمزوری کی بنا پر اللہ تعالیٰ کا کلام سننے پر قادر نہ ہو سکے۔ پس اگر وہ توریت میں ... اللہ کے احکام کو قبول کرتے اور امر و نہی میں اطاعت کرتے اور ادب کرتے اور جو کچھ اس میں ہے اس کی جرأت اور تحریک نہ کرتے تو خدائے بزرگ و برتر کا کلام سننے پر قادر ہو جاتے۔

اپنے مولیٰ کی اطاعت میں ہر طرح کوشش کرو۔ اور کوشش کرو کہ تم نہ دینے والے کو دو اور توڑنے والے سے جوڑو۔ اپنے پر ظلم کرنے والے کو معاف کرو اور کوشش کرو کہ تمہارا بدن بندوں کے ساتھ ہو اور تمہارا دل بندوں کے پروردگار کے ساتھ ہو۔ اور کوشش کرو کہ سچے ہو جھوٹے نہ ہو۔ اور کوشش کرو خلوص برتو نفاق نہ برتو۔ لقمان حکیم اپنے بیٹے سے کہا کرتے تھے اے بیٹے لوگوں سے ... نہ کرو کہیں خدائے بزرگ و برتر سے ایک بدکار دل سے نہ ہو کہ تمہاری خرابی ہو۔ دو منہ دو زبانوں اور دو کانوں والے مت ہو کہ اس کے ساتھ کچھ اور اس کے سامنے کچھ۔ میں مسلط ہوا ہوں ہر جھوٹے منافق دجال پر۔ مسلط ہوا ہوں خدائے بزرگ و برتر کے ہر نافرمان پر جن میں سب سے بڑا ابلیس ہے اور سب سے چھوٹا ... میری جنگ ہے تم سے اور ہر گمراہ سے۔ گمراہ شدہ اور باطل کی طرف دعوت دینے والے سے ... تو اللہ اعلیٰ عظیم سے مدد لیتا ہوں۔ نفاق تمہارے دل پر جم گیا ہے۔ تمہیں اسلام، توبہ اور زنار (کفر) توڑنے کی ضرورت ہے۔ حق سیکھو۔ جب تمہارے دل سے ... چھٹ جائے گا تو ... تھوڑی دیر بعد تمہیں خبر ہو جائے گی۔ جس نے میری بات سنی اور اس پر عمل کیا اور اخلاص برتا وہ مقربین میں سے ہے۔ تمہاری خرابی ہو اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور پھر دل سے اس کے سوا دوسروں کی طرف متوجہ ہوتے ہو۔ مجنوں کو جب لیلیٰ سے سچی محبت ہوئی تو اس کا دل لیلیٰ کے سوا کسی کو قبول نہ کرتا تھا۔ ایک دن لوگوں کے پاس سے گزر ہوا تو انہوں نے پوچھا کہاں سے آئے ہو؟ کہا لیلیٰ کے پاس سے۔ کہاں کا ارادہ ہے؟ بولا لیلیٰ کی طرف کا۔

سچے مال سے کمائی کرو۔ تم جھوٹ نہ بولو۔ تمہارے دو دل نہیں بلکہ ایک دل ہے۔ جس چیز سے بھی بھر جائے گا پھر اس میں دوسری نہیں سما سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے کسی شخص کے سینہ میں دو دل نہیں رکھے۔ جس دل میں خالق کی محبت ہو گی صحیح نہیں ہو گا کہ اس میں دنیا اور آخرت ہو۔ اللہ سے نا آشنا رہنا مخلوق برپا کرتا ہے۔ اور اس سے آشنائی نہیں کرتا۔ احمق خدائے بزرگ و برتر کی نافرمانی کرتا ہے اور عاقل اس کی طاعت کرتا ہے۔ بغض رکھنے والا نافرمانی اور محبت رکھنے والا اطاعت کرتا ہے دنیا کشی کرنے کی حرص کرنے والا دکھاوا کرتا اور نفاق برتا کرتا ہے۔ اور کوتاہ امید ایسا نہیں کرتا۔ موت کو بھلا دینے والا دکھاوا کرتا ہے اور یاد رکھنے والا دکھاوا نہیں کیا کرتا۔ غافل دکھاوا کرتا ہے اور بیدار دکھاوا نہیں کرتا ہے۔ ... اللہ کو (غیبی فرشتہ) متنبہ کرتا اور (غیبی) معلم تعلیم دیتا رہتا ہے اور حق تعالیٰ وسائل علم ... کے لیے مہیا فرما دیتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن اگر پہاڑ کی چوٹی پر بھی ہوگا تو اللہ اس پر (غیبی) عالم متعین فرمانے گا جو اس کو (مرضیات الٰہی کی) تعلیم دیتا رہے گا۔ نیکیوں کی باتیں مستعار لے کر ان پر اپنا دعویٰ کر کے ... نہ کیا کرو۔ مانگی چیز چھپا نہیں کرتی۔ سچے مال سے کمائی کرو۔ مانگی چیز سے نہیں۔ اپنے ہاتھ سے کپاس کاشت کرو اسے اپنے ہاتھ سے پانی دو اور اس کی اپنی کوشش سے پرورش کرو۔ پھر اس کو بن لو ... اور پہن لو۔ دوسروں کی ملک اور دوسروں کے کپڑوں پر مت اتراؤ۔ جب دوسروں کا کلام لے کر بات کرو گے اور اس کو اپنا بتاؤ گے تو نیکوں کے دل تم سے نفرت کریں گے۔ جب تجھے فعل نصیب نہیں تو قول بھی تیرے

مناسب نہیں۔ ظاہر ہے عمل کا تعلق عمل سے ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
اپنے اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔

اپنے نفس کے واعظ بنو

اے صاحبزادے! فرشتے حرص اور طمع اور لایعنی قسم کی بہت سی باتوں کے لکھنے کے سوا کسی بات سے نہیں تھکتے۔ بندہ جس کا دل حق تعالیٰ سے ڈرتا ہے تو محافظوں کے ہاتھ پاؤں بھی ڈر جاتے ہیں۔ اس کا دل اس ڈر سے مجبور ہوتا ہے تو پاؤں بھی وہی تاثر لیتے ہیں۔ چنانچہ فرشتے راحت و اکرام میں رہتے ہیں۔ تمہاری باتیں ایک پر دوسری گناہوں کے ڈھیر ہیں۔ جن کی عاقبت بھی مہمل ہے۔ تم یہ جانے بغیر کیے جاتے ہو کہ فائدہ مند ہوں گی یا نقصان دہ۔ موت سے ڈرو، جو تمہارے لئے موت سے قریب نہیں۔ تم جس کام میں ہو اور دنیوی کاموں میں لگے ہو انہیں چھوڑ دو۔ اپنی لمبی امیدوں کو کوتاہ کرو اور حرص کو کم کرو۔ اس واسطے کہ عنقریب تمہیں مرنا ہے۔ بہت ممکن ایسا ہو سکتا ہے کہ تمہیں یہیں بیٹھے بیٹھے موت آ جاتی ہے۔ یہاں تک تو اپنے پاؤں پر چل کر آئے تھے، تمہارے گھر کی طرف جنازہ واپس اٹھایا جاتا ہے۔ صحیح الایمان والا اپنی جان سے مردہ ہے کہ اطمینان حاصل کرتا ہے۔ جب اس کی جان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اسے کہتا ہے میں نے تجھے نصیحت کی مگر تم نے قبول نہ کی۔ او نہ جاننے والی [illegible] اللہ کی دشمن! میں نے تجھے اس چیز سے ڈرایا تو تھا۔ جو کوئی اپنے نفس سے باز پرس، محاسبہ اور خیر خواہی نہیں کرتا کبھی فلاح نہیں پاتا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنے نفس کا خود واعظ نہ بنے اس کو کسی واعظ کا وعظ نفع نہیں دیتا۔ جو فلاح چاہے اپنے نفس کو نصیحت کرے۔ اس کو تو سکھائے اور مجاہدہ کرے۔ مجاہدہ یہ ہے کہ پہلے حرام چیزوں کو چھوڑے۔ پھر مشتبہ چیزوں کو چھوڑے۔ پھر مباح چیزوں کو چھوڑے۔ پھر مرحلے میں خالص حلال چیزوں کو بھی چھوڑ دے۔ غرض کوئی چیز نہ رہے جسے چھوڑ نہ دے۔ حقیقی زہد یہ ہے۔ دنیا چھوڑے، آخرت چھوڑے، خواہشات و لذات چھوڑے۔ غرض کوئی چیز نہ رہے جسے چھوڑ نہ دے۔ حالات و درجات، کرامات اور مقامات طلب کرنا چھوڑے اور مخلوق کائنات کے سوا ہر چیز کو چھوڑ دے۔ حتیٰ کہ خالق بزرگ و برتر کے سوا کوئی نہ رہے۔ [illegible] کی طرف پھر جانے میں سارے کام درست ہیں۔ [illegible] عقل اور دل سے [illegible] حاصل ہوتی ہے۔ [illegible] عقل اور [illegible] اللہ [illegible] ایمان [illegible] والوں میں نہ رہو [illegible] دنیا میں [illegible] اور آخرت میں [illegible] آگ کے عذاب سے بچا۔

مومن کی فراست سے ڈرو

جب اہل کتاب و سنت پر عمل کرتا ہے تو روحانی [illegible] حاصل ہوتی ہے۔ [illegible] حاصل ہوتی ہے تو وہ فائدہ اور نقصان کو اور خدائے بزرگ و برتر کے لیے اور اس کے ماسوا کے لیے [illegible] دیکھتا ہے۔ جب مومن کے لیے نور ہوتا ہے جس سے دیکھتا ہے تو صدیق مقرب کا کیا پوچھنا [illegible] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کی فراست سے ڈرو اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ عارف مقرب کو بھی ایک نور عطا ہوتا ہے۔ جس میں وہ اپنے قدر [illegible] بزرگ و برتر سے اپنے [illegible] کو دیکھتا ہے اور خدائے بزرگ و برتر کو اپنے [illegible] دیکھتا ہے۔ [illegible] فرشتوں کی [illegible] روحوں اور [illegible] صدیقین [illegible] کے [illegible] درمیان [illegible] کی پاکیزگی میں ہوتی ہیں اور وہ ہمیشہ اپنے پروردگار کے ساتھ خلوت میں ہوتا ہے اور ایک واسطہ ہے جو اس سے [illegible] اور مخلوق میں بکھیر دیتا ہے۔ بعض اوقات [illegible] میں زبان [illegible]

کے صحیح ہوتے ہیں اور جسم اس میں اس کے صحیح مگر زبان کے شکست دے ہوتے ہیں اور منافق زبان کا صحیح اور اس کا دل لنگڑا ہوتا ہے۔ اس کا سارا عم زبان میں ہوتا ہے۔ اور اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے سب سے زیادہ جس کا اپنی امت کے بارے میں ڈر ہے وہ زبان کا صحیح منافق ہے۔

تھوڑے پر قناعت کرو اے صاحبزادے! جب تم میرے پاس

آؤ تو اپنے عمل اور عمل سے نظر ختم کر کے آیا کرو۔ نادار مفلس بن کر آؤ جب تم اپنے عمل اور نفس کو دیکھتے ہوئے آؤ گے تو اس (معرفت) سے محروم رہو گے جس کی طرف میں اشارہ کر رہا ہوں۔ تمہاری خرابی ہو۔ مجھ سے اس لیے بغض رکھتے ہو کہ میں حق بات کہتا ہوں اور تمہاری حقیقت کھول دیتا ہوں۔ مجھ سے تو وہی شخص بغض رکھتا ہے اور مجھ سے وہی ناواقف ہے جو خدائے بزرگ و برتر سے ناواقف زیادہ بات اور تھوڑا عمل کرنے والا ہو اور مجھ سے وہی محبت کرے گا جو خدائے بزرگ و برتر سے واقف زیادہ عمل کرنے والا اور تھوڑی بات کرنے والا ہو۔ مخلص مجھ سے محبت کرتا ہے اور منافق مجھ سے بغض رکھتا ہے۔ سنی مجھ سے بہت محبت کرتا ہے اور بدعتی مجھ سے بغض رکھتا ہے۔ اگر تم مجھ سے محبت کرو گے تو اس کا سارا فائدہ تمہیں ہی پہنچے گا اور اگر تم مجھ سے بغض رکھو گے تو اس کا سارا نقصان تمہیں ہی پہنچے گا۔ میں تو لوگوں کی تعریف اور برائی کو کچھ بھی نہیں جانتا۔ زمین کی پشت پر کوئی نہیں جس سے میں ڈروں، کوئی امید رکھوں۔ جنوں، انسانوں، حیوانوں، زمین پر رینگنے والوں اور پیدا ہونے والی کسی بھی چیز سے سوائے اللہ تعالیٰ کے میں نہیں ڈرتا۔ اللہ جتنا مجھے اطمینان دیتا ہے اتنا ہی اور بڑھتا ہے کیونکہ وہ جو چاہے کرے۔ جو کرے اس سے کوئی پوچھ نہیں اور باقی سب سے پوچھ ہونی ہے۔

اے صاحبزادے! اپنے بدن کے کپڑے دھونے میں لگے رہو۔ کیونکہ تمہارے دل کے کپڑے میلے پڑے ہوئے ہیں۔ پہلے دل کو دھوؤ۔ پھر کپڑوں کو دھوؤ دونوں کی صفائی اور پاکیزگی اکٹھی کرو۔ اپنے کپڑوں کی میل دھوؤ اور اپنے دل کو گناہوں سے دھوؤ۔ کسی بھی چیز سے دھوکہ نہ کھاؤ اور مغرور نہ ہو چونکہ تمہارا پروردگار جو چاہے کر سکتا ہے۔ کسی بزرگ سے نقل ہے کہ وہ اپنے ایک دینی بھائی سے ملنے گیا اور کہا۔ اے بھائی۔ آؤ۔ ہم اپنے متعلق علم الٰہی پر روئیں۔ (کہ نہ معلوم ہمارے خاتمے کے متعلق کیا طے فرمایا ہے) اس بزرگ نے کتنی اچھی بات کہی۔ حقیقت میں وہ عارف باللہ تھے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کا ارشاد سنا تھا کہ تم میں سے ایک جنتیوں کے عمل کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ (یعنی مرنے میں) رہ جاتا ہے کہ تقدیر کا لکھا غالب آ جاتا ہے اور وہ جہنمیوں (یعنی کفر) کا عمل کر بیٹھتا ہے جس کی وجہ سے دوزخ میں چلا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک جہنمیوں کے کام کرتا ہے۔ حتیٰ کہ اس کے اور آگ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ تقدیر کا لکھا غالب آتا ہے اور وہ جنتیوں کے عمل کرتا ہے اور اس کی وجہ سے وہ جنت میں چلا جاتا ہے۔ (الحدیث) تمہارے بارے میں اللہ کا علم اس وقت ظاہر ہو سکتا ہے۔ جب تم اپنے پورے دل اور اپنی پوری ہمت سے اس کی طرف رجوع کرو۔ اور اس کی رحمت کے دروازہ کو لازم پکڑو۔ اپنے اور اپنی لذتوں کے درمیان ایک لوہے کی دیوار کھڑی کر دو۔ اور قبر اور موت کو اپنے سر کی آنکھوں اور اپنے دل کے پیش نظر رکھو اور یہ یقین رکھو کہ خدائے بزرگ و برتر کی نظریں تمہاری طرف ہیں اور وہ تمہیں جانتے ہیں اور تمہارے پاس موجود ہیں۔ اور فقر کو امارت سمجھو اور حلال پر راضی رہو۔ اور (اللہ کی) حدود کی حفاظت کے ساتھ تھوڑے پر قناعت کرو اور یہی شریعت کے حکموں کی تعمیل ہے۔ اور منع کی ہوئی چیزوں سے رک جانا ہے۔

آقا کے سامنے اختیار اور ارادہ نہیں ہوتا

جو بھی تقدیر سے تم پر وارد ہو۔ اس پر صبر کرو۔ جب تم اس پر قائم رہو گے تو اپنے پروردگار سے ملو گے اور اپنے باطن سے حضوری پاؤ گے۔ اس وقت تم پر ایسی چیزیں کھلیں گی جن کو تم یقین کی نگاہ سے دیکھو گے اور صبر کرو گے۔ جیسے امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اگر (غیب کا) پردہ اٹھا دیا جائے تو میرے یقین میں اضافہ نہ ہو گا (یعنی چھپی چیزوں کا جو یقین اس وقت حاصل ہے

[illegible] نے دیکھا ہو۔ کسی بزرگ سے پوچھا گیا کہ آپ نے اپنے پروردگار کو [illegible]

[illegible] نبی کریم ﷺ نے شب معراج [illegible]

[illegible] بیداری میں بھی اس کے دل اور باطن [illegible]

[illegible]

کہ مجھ پر میری طرف سے ہے جو کیا اپنے کاموں اور اپنے سوا سب کے کاموں میں تقدیر سے جھگڑتا۔

توبہ کے ذریعہ صلح کرو:

اے اعتراض کرنے والو اے لڑنے جھگڑنے والو اے [illegible] اور پوا سنو اور مجھ سے سنو کیونکہ میں اس گروہ میں سے ہوں جنہوں نے [illegible]

جس کو اللہ سے نزدیکی حاصل ہے اور اس پر میرے کہے (یعنی ادب اور تقدیر سے جھگڑا) کا اندیشہ نہیں [illegible] ہوتے ہیں جو مخلوق [illegible] اور قرآن پڑھتے اور نبی کریم ﷺ کا کلام [illegible] اللہ تعالیٰ سے [illegible] کا علم۔ سارے اعمال اچھی اور بری صورتیں قبول کریں گے۔ [illegible]

[illegible] سے نزدیکی دی گئی ہے [illegible]

[illegible]

[illegible] میں اور پھر بھی اپنا مخلوق میں [illegible]

اے بچے کرتا ہے [illegible]

[illegible]

اے [illegible] تمہارے لئے نیک عمل [illegible]

[illegible] کہ تم اللہ کے [illegible]

حج اور زکوٰۃ میں خدائے بزرگ و برتر کیلئے اخلاص لازم ہے۔ اس تک پہنچنے سے پہلے اس سے عہد لے لو۔ یہ عہد کیا ہے؟ یہی خالص توحید، اہل سنت و جماعت (کے عقائد) اور صبر و شکر، تسلیم (و رضا بخدا) اور مخلوق کو چھوڑنا اور (محض) اس کو ڈھونڈنا اور دوسروں سے منہ پھیرنا اور اپنے دل اور باطن سے خدا کی طرف منہ کرنا۔ پس (اگر تم اس قول کے) پابند ہو جاؤ تو عہد کے مطابق حق تعالیٰ) لامحالہ تمہیں دنیا میں نزدیکی عطا کریں گے اور سب سے بے نیازی اور اپنی محبت اور اپنا شوق اور آخرت میں تمہیں اپنی نزدیکی اور اپنی محبت سے وہ چیزیں دیں گے جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل پر گزریں۔ اس لئے اپنے پروردگار سے تعلق قائم کرو۔ پھر جب شیطان تمہارے پاس آئے۔ تمہیں پکڑے اور تمہیں بہکائے اور تم اللہ سے فریاد کرو جیسے تم سے پہلے لوگ فریاد کرتے رہے، اپنا عمل سنوارو اور پھر اپنے پروردگار سے حسن ظن رکھو۔ اس سے حسن ظن اس کا کہا ماننے کے ساتھ رکھو، وہ تمہارے بہت سے کام سنوار دے گا۔ خدائے بزرگ و برتر سے اور اس کے نبیوں سے اور اس کے رسولوں سے اور اس کے بندوں سے حسن ظن رکھو اس میں بڑی بھلائی ہے۔

ذکر کی مجلسوں میں بیٹھو:

اے صاحبزادے! تو صوفی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور تو گندا ہے۔ صوفی وہ ہے جس نے خدا کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کر کے اپنے باطن اور ظاہر کو (ہر میل کچیل سے) صاف کر لیا۔ انہی دو چیزوں سے صفائی بڑھے گی اور وہ اپنے وجود کے سمندر سے نکلے گا اور اپنے ارادہ اور اختیار کو چھوڑے گا۔ جس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اس کے اور اس کے خدائے بزرگ و برتر کے درمیان نبی کریم ﷺ (اس طرح) سفیر بن جاتے ہیں جس طرح ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان وحی حق کے سلسلہ میں جبریل علیہ السلام تھے اور یہ ہر قول اور فعل میں نبی کریم ﷺ کی پیروی سے ہوتی ہے، جب بندہ کا دل صاف ہو جاتا ہے تو نبی کریم ﷺ کو دیکھتا ہے۔ کسی بات کا اس کو حکم فرماتے ہیں اور کسی چیز سے اس کو منع کرتے ہیں۔ وہ سارے کا سارا دل بن جاتا ہے اور جسم معزول ہو جاتا ہے۔ سرتاپا باطن ہو جاتا ہے بلا ظاہر اور صفا بلا کدورت سب کا سب نکال دینا کڑے پہاڑوں کا کھانا ہے۔ جس کے لیے مجاہدوں کے کڑوالوں مصائب و آفات پر صبر و تحمل اور آفات و بلیات کو زائل کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

خبردار، کسی چیز کو طلب نہ کرو۔ جو تمہارے ہاتھ نہ پڑے۔ خوشخبری ہو تمہارے لیے کہ تم سیاہ و سفید (احکام شریعت) پر عمل کرو اور (سچے) مسلمان بن جاؤ۔ خوشخبری ہو تمہارے لئے قیامت کے دن مسلمانوں کی جماعت میں آ جاؤ اور کافروں کی ٹولی میں نہ رہو۔ خوشخبری ہو تمہارے لیے کہ رحمت کی زمین اور اس کے دروازہ پر بیٹھا ڈال جائے اور جہنم اور وہاں میں نہ ہو۔ تواضع کرو، تکبر نہ کرو تواضع بلند کرتی ہے اور تکبر پست کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع کی اللہ تعالیٰ اسے بلند کریں گے۔ اللہ کے ایسے بندے (اب بھی) موجود ہیں جو پہاڑوں کے برابر نیک اعمال کرتے ہیں۔ ایسے اعمال جیسے کہ انہوں نے کیے ہیں اور خدائے بزرگ و برتر کے سامنے تواضع کرتے اور کہتے ہمارا کوئی عمل نہیں جو ہمیں جنت میں داخل کر دے۔ اگر ہمیں جنت میں داخل کیا گیا تو خدائے بزرگ و برتر کی رحمت سے اور اگر ہمیں جنت میں داخل نہ فرمایا گیا تو یہ بھی اس کا عدل و انصاف (کہ فی الفور ہم اس کے قابل نہ تھے) وہ ہر وقت اس کے سامنے اخلاص کے پاؤں پر کھڑے رہتے ہیں (نیک عملوں سے خالی سمجھتے ہوئے اور اس کی نگاہ عفو و کرم کا انتظار کرتے ہوئے) توبہ کرو اور اپنی کوتاہی کو مان لو۔ توبہ اللہ تعالیٰ کی (دی ہوئی) زندگی ہے۔ اللہ زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد بارش سے زندہ کرتا ہے اور دلوں کو موت کے بعد توبہ اور بیداری کے ساتھ زندہ کرتا ہے۔

اے نافرمانو! توبہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو اور اس کے فضل سے مایوس نہ ہو۔ اے مردہ دلو! ہمیشہ خدائے بزرگ و برتر کو یاد کرو اس کی کتاب کی تلاوت کرو۔ اس کی کتاب کی تلاوت کرو۔ اس کے رسول ﷺ کی سنت کی پیروی کرو اور ذکر کی مجلسوں میں حاضر ہوتے رہو۔ یقیناً یہ چیز تمہارے دلوں کو اس طرح زندہ کر دے گی جیسے

[illegible] میں [illegible] پڑھنے سے [illegible] ہوتی ہے۔ [illegible] عشق [illegible]
[illegible] میں [illegible] کا سبب [illegible] ہے۔ جب دل صحیح ہو جاتا ہے تو [illegible]
ذکر دائمی قائم ہو جاتا ہے۔ اس کے سارے دل اور اس کی اطراف میں
لکھا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل اپنے
خدائے بزرگ و برتر کو یاد کیا کرتا ہے یہ اس کو اپنے نبی کریم ﷺ
میراث میں ملتی ہے جو ہر وقت [illegible] یاد [illegible] کرتے تھے۔ ایک
بزرگ کے پاس ایک تسبیح تھی۔ جس سے اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ ایک
رات تسبیح پڑھتے پڑھتے سو گئے مگر وہ [illegible] کے ہاتھ میں رہی۔ چونکہ
[illegible] ان کے ہاتھ میں چل رہی ہے۔ [illegible] کہ وہ
[illegible] میں۔ [illegible] زبان سے سبحان اللہ [illegible] رہے۔ [illegible]
[illegible] کے [illegible] سے ہوتا ہے) اور ان میں [illegible]
کہ رات کے کچھ حصہ میں بے تکلف سوتے ہیں تاکہ اس سے رات کے
[illegible] میں جاگنے کے لیے مدد ملے [illegible] کا حق [illegible]
تاکہ اسے سکون ہو جائے۔ اور تکلیف نہ دے۔ ایک بزرگ کی تو یہ شان
تھی کہ رات میں [illegible] کرتے [illegible] کا [illegible] ضرورت سامان کیا کرتے
[illegible] اس کی وجہ پوچھی تو کہا مجھے خدائے بزرگ و برتر [illegible]
[illegible] رات میں [illegible] کیونکہ سچا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے
[illegible] ہوتا ہے۔ چنانچہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک [illegible] میں بھی [illegible]
[illegible] مقرب ہر وقت (اس کی حفاظت کے لیے) فرشتے
مقرر ہوتے ہیں [illegible] وہ سو جاتا ہے تو اس کے [illegible] قریب اور [illegible]
[illegible] بیٹھے رہتے ہیں اور اس کی آگے اور پیچھے سے حفاظت کرتے
ہیں۔ شیطان ایک طرف رہتا ہے۔ مقرب کو اس کے پاس ہونے کا
[illegible] بھی نہیں ہوتا۔ اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ اللہ کی حفاظت میں
[illegible] اللہ کی حفاظت میں [illegible] ہے۔ اس کی حرکت [illegible] اللہ کی
[illegible] میں ہوتے ہیں۔ اے اللہ ہم کو ہر حال میں اپنی حفاظت میں رکھ
اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دے اور آگ کے عذاب سے بچا۔
[illegible] جب صحیح ہو جاتا ہے آنحضرت ﷺ سے مروی ہے کہ [illegible]
کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ [illegible] کاموں (جن میں نہ دنیا کا [illegible]
کا) کو چھوڑ دے [illegible] کاموں میں مشغول ہونا (دنیا) طلب کرنے والوں

اور ہوس کرنے والوں کا (پیشہ) ہے۔ محروم وہ ہے جس نے وہ نہ کیا جس کا
[illegible] معروف [illegible] پوری [illegible]
مکمل مقصود ہے۔ اے صاحبزادے امر کی تعمیل کرو۔ منع کی ہوئی چیز سے
باز رہو اور (مشیت [illegible]) کی موافقت کرو پھر بہ چوں و چرا خود کو دست
تقدیر کے حوالہ کر دو۔ یہ جانتے ہوئے کہ تمہارے خدائے بزرگ و برتر کی
[illegible]
میں لگے رہو۔ اور اس سے زیادہ نہ طلب کرو۔ کیونکہ تم نہیں جانتے کہ
تمہارے لیے خیریت کس چیز میں ہے۔ زہد زاہدوں اور فرمانبرداروں کی
راحت ہے۔ زہد کا بوجھ بدن پر اور معرفت کا دل پر ہوتا ہے اور قرب کا بوجھ
[illegible] خدائے بزرگ
و برتر سے راضی رہو۔ اور اپنے نفس سے راضی نہ رہو۔ دوسروں کے ساتھ
حسن ظن رکھو۔ دوسروں کا غم چھوڑ دو اور اپنے نفس کے ساتھ حسن ظن مت
[illegible] اللہ انکے ساتھ ہوتا ہے۔ بہت مجاہدوں اور
[illegible] کے بعد رسائی ہوتی ہے اور جو اس مقام تک پہنچ جائے اور [illegible]
میں [illegible]
ہے اس کے [illegible] مخلوق [illegible]
ہیں۔ یہ چیز مخلوق [illegible]
پہاڑ کا ایک [illegible] اور اس کے سمندر کا ایک قطرہ [illegible]
[illegible] اللہ [illegible]
قدرت میں [illegible] جب میں اس درجے تک پہنچ گیا تو تم سے غائب ہو
[illegible]
اس کی طرف [illegible] جب [illegible] ہو جاتا
ہے اور اللہ تعالیٰ کے [illegible]
اس کی دیواروں [illegible] سمندر میں بھی اپنے کام [illegible]
[illegible] اللہ تعالیٰ کا فضل [illegible]
ہے۔ [illegible] بقا [illegible] رکھتا ہے۔ تم
میں تھوڑے ہیں جو اس کی [illegible] اس کو یہاں سے [illegible]
ہیں۔ یہ ولایت ہے اور اس پر عمل کرنا مشکل ہے۔

☆ ☆ ☆

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی امتیازی خصوصیات

محمد موسیٰ امرتسری

حضرت غوث الثقلین کا ارشاد گرامی ہے "میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔" اس جملہ کی تشریح تمام اولیائے وقت نے پر زور تائید فرمائی اور اکثر علماء اہل سنت نے اس امر پر اتفاق کیا کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ حضرات صحابہ کرام اور آئمہ اہل بیت کے سوا سب زمانوں کے اولیاء کرام کے سردار ہیں۔ معاصرین، اولین اور آخرین سب کے سب آپ کے فیض یافتہ ہیں اور آپ ہی کے تابع ہیں۔ امام اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ کا مسلک بھی یہی ہے۔

بعض حضرات نے حضور غوث پاک کی صرف اپنے زمانے کے اولیاء پر فضیلت مانی ہے اور بعض نے معاصرین و آخرین پر آپ کا تفوق تسلیم کیا ہے مگر اولین پر نہیں۔ حضرت محمد فاضل کالوری نے رسالہ "رموز حربیہ" شرح قصیدہ غوثیہ کے دیباچہ میں حسب عبارت ذیل نقل کی ہے

"حضرت شاہ حبیب اللہ چشتی، جن کے کمالات کا حال کتاب "مآثر الکرام" وغیرہ سے ظاہر ہے، مناقب الاولیاء میں فرماتے ہیں مشہور یہ ہے کہ اس سے تمام زمانوں کے اولیاء مراد ہیں۔ لیکن شیخ احمد نقشبندی (مجدد الف ثانی) نے فرمایا ہے کہ یہ حکم اس دور کے اولیاء کیلئے مخصوص ہے اور پہلے اور بعد کے اولیاء اس سے خارج ہیں جیسا کہ جناب شیخ حماد کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا قدم اس وقت کے تمام اولیاء کی گردنوں پر ہوگا اور غوث بغدادی کے کلام سے بھی یہی پتہ چلتا ہے۔

یہ فقیر (حبیب اللہ چشتی) کہتا ہے کہ جب غوث اعظم اللہ کی طرف سے یہ کلام کہنے پر مامور ہوئے اور آپ نے یہ ارشاد فرمایا اس وقت سے جو شخص بھی زمرہ اولیاء میں داخل ہے، اس حکم کے ذیل میں آ جاتا ہے۔ اس کلام کی عمومیت اور کلیت بھی یہی ظاہر کرتی ہے۔ جب کوئی امر ان کلی الفاظ میں صادر ہو اور اس کو منسوخ کرنے والا اور کوئی حکم ظاہر نہ ہو تو اس کا وقت دائمی ہے، جب تک کہ ولایت باقی ہے۔ جیسا کہ بحیرا راہب وغیرہ نے پیغمبر خدا کی بعثت شان کی خبر دی ہے کہ آپ کے دور میں کفر ذلیل ہوگا اور دوسرے مذاہب منسوخ ہو جائیں گے۔ اس سے مراد کوئی ایک مخصوص وقت نہیں ہے۔ بلکہ یہ حکم، امر الٰہی کے نزول سے لے کر قیامت تک کیلئے ہے، اور اگر بالفرض، اس سے مراد صرف اسی دور کے اولیاء لئے جائیں تو بھی یقینی ہے کہ اس دور کے اولیاء بعد کے اولیاء کے پیرو مرشد تھے، جب پیروں نے اطاعت اختیار کی اور گردن جھکا دی تو مریدین بطریق اولیٰ مطیع ہو گئے۔ باوجودیکہ شیخ حماد وغیرہ کا کلام پہلے اور بعد کے لوگوں کی نفی پر دلالت نہیں کرتا، کلام الٰہی کا ناسخ نہیں ہو سکتا۔

حضرت شاہ حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام ربانی

مجدد الف ثانی کا جو یہ قول نقل کیا ہے کہ "یہ حکم صرف اس دور کے اولیاء کیلئے مخصوص ہے۔ پہلے اور بعد کے اولیاء اس حکم سے خارج ہیں۔" اس سلسلے میں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ امام ربانی نے آخری ایام میں اس بارے میں جو کچھ ارشاد فرمایا ہے وہ اس قول کا ناسخ ہے۔ حضرت شیخ مجدد نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں حضرت غوث اعظم کی افضلیت کو بیان کیا ہے اور اپنے آپ کو ان کا نائب لکھا ہے لہذا حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے ایک سابق قول کو پیش کرنا اور زیر بحث لانا غیر مناسب ہے لہذا اس مقام پر یہ قول نہیں سمجھا جائے جو ایسا عقیدہ رکھتے ہیں۔ اب آپ حضرت شیخ مجدد کی وہ نورانی تحریر ملاحظہ کیجئے جس میں حضرت غوث اعظم کی افضلیت ہر عہد میں تسلیم کی گئی ہے۔

"وہ راستے جو اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچانے والے ہیں، دو ہیں۔ ایک وہ راہ ہے جو قرب نبوت سے تعلق رکھتی ہے علی اربابہا الصلوۃ والسلام اور اصل الاصل تک پہنچنے والی ہے۔ اس راہ سے واصل ہونے والے اصل میں تو انبیاء ہیں اور ان کے صحابہ اور باقی امتوں میں سے جس کو بھی اس دولت سے نوازیں اگرچہ وہ تھوڑے ہوتے ہیں بلکہ بہت ہی تھوڑے اور اس راہ میں توسط وحیلولت نہیں ہے، جو بھی ان واصلین میں سے فیض حاصل کرتا ہے وہ بغیر کسی وسیلے کے اصل سے حاصل کرتا ہے اور کوئی بھی دوسرے کی راہ میں حائل نہیں ہوتا اور ایک وہ راستہ جو قرب ولایت سے تعلق رکھتی ہے، اقطاب واوتاد اور بدلاء ونجباء اور عام اولیاء اللہ اسی راہ سے واصل ہیں اور راہ سلوک اسی راہ سے عبارت ہے بلکہ جذبہ متعارفہ بھی اسی میں داخل ہے اور اس راہ میں توسط وحیلولت ثابت ہے اور اس راہ کے واصلین کے پیشواؤں، سرداروں اور ان کے بزرگوں کے منبع فیض حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ عظیم الشان منصب ان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس راہ میں گویا رسول اللہ کے دونوں قدم مبارک حضرت علی کے مبارک سر پر ہیں اور حضرت فاطمہ اور حضرت حسن وحسین اس مقام میں ان کے ساتھ شریک ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حضرت امیر اپنی جسدی پیدائش سے پہلے بھی اس مقام کے ملجا و ماوی تھے جیسا کہ آپ جسدی پیدائش کے بعد ہیں اور جس کو بھی فیض وہدایت اس راہ سے پہنچی ان کے ذریعے سے پہنچی ہے کیونکہ وہ اس راہ کے آخری نقطہ کے نزدیک ہیں اور اس مقام کا مرکز ان ہی سے تعلق رکھتا ہے اور جب حضرت امیر کا دور ختم ہوا تو یہ عظیم القدر منصب بالترتیب حضرات حسنین کے سپرد ہوا اور ان کے بعد وہی منصب آئمہ اثنا عشریہ میں سے ہر ایک کو ترتیب وار اور تفصیل سے مقرر ہوا اور ان بزرگواروں کے زمانہ میں اور اسی طرح ان کے انتقال کے بعد جس کو بھی فیض اور ہدایت ملی ان بزرگواروں کے ذریعہ اور حیلولت سے ملی اگرچہ وہ اقطاب ونجباء وقت ہی کیوں نہ ہوں اور سب کے ملجا وماوی یہی بزرگ ہیں کیونکہ اطراف کو اپنے مرکز کے ساتھ الحاق کرنا لازمی ہے یہاں تک کہ نوبت حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچی اور جب اس بزرگوار تک نوبت پہنچی تو منصب مذکور آپ کے سپرد ہوا اور آئمہ مذکورین اور حضرت شیخ کے درمیان کوئی بھی اس مرکز پر مشہود نہیں ہوا اور اس راہ میں فیوض وبرکات کا وصول جس کو بھی ہو، خواہ وہ اقطاب ونجباء ہوں آپ کے واسطہ ہی سے مفہوم ہوتا ہے کیونکہ یہ مرکز ان کے علاوہ اور کسی کو میسر نہیں ہوا یہی وجہ ہے کہ آپ نے فرمایا ہے

"پہلے لوگوں کے سورج غروب ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ
بلندی کے کناروں پر رہے گا اور وہ کبھی غروب نہ ہوگا۔"

شمس سے مراد فیضان ہدایت وارشاد کا آفتاب ہے اور اس کے غروب ہونے کا مطلب فیضان مذکور کا عدم ہے اور جب حضرت شیخ کے وجود سے وہ معاملہ جو پہلے لوگوں سے تعلق رکھتا تھا مقرر ہوا اور رشد وہدایت کے وصول کا واسطہ ہوئے جیسا کہ ان سے پہلے کے بزرگ تھے اور پھر یہ بھی ہے کہ جب تک فیض کے توسط کا معاملہ قائم ہے ان ہی کے وسیلہ سے ہے تو ہمارا درست ہوا کہ ان کا سورج کبھی غروب نہیں ہوگا۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ اپنے رسالہ "مکاشفات غیبیہ" میں تحریر فرماتے ہیں

"معلوم ہونا چاہیے۔ کہ "افراد" کا لقب رکھنے والے ان بزرگواروں میں سے دامانِ ذات کی تعداد بہت ہی قلیل ہے۔ اکابر صحابہ اور اہل بیت میں سے بارہ اماموں کو یہ مقام حاصل ہے اور اکابر اولیاء اللہ میں سے غوث الثقلین، قطب ربانی، محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی اس دولت عظمیٰ سے سرفراز ہوئے ہیں۔ اس مقام میں آپ کو وہ خصوصی شان حاصل ہے، جس سے دوسرے اولیاء کو بہت ہی کم حصہ نصیب ہوا ہے۔ یہی امتیازی فضیلت آپ کا علو مرتبت کا باعث بنی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے: "قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله" اگرچہ دوسرے اولیاء کے فضائل و کرامات بھی بہت ہیں، لیکن اس خصوصیت کے ساتھ شیخ عبد القادر جیلانی کا قرب سب سے زیادہ ہے، اور عروج اس کی کیفیت میں کوئی آپ کو نہیں پہنچ پاتا۔ اس سلسلے میں آپ اکابر صحابہ اور بارہ اماموں کے ساتھ شامل ہے۔"

حضرت شیخ مجدد کے منقولہ الصدر مکتوب شریف پر اکثر علماء و مشائخ کی توجہ نہیں گئی لہٰذا اولیاء متقدمین و متاخرین پر حضرت غوث اعظم کی فضیلت کے بارے میں مشوش رہے۔ الحاج محمد عارف رضوی ضیائی بیان کرتے ہیں کہ سیدی حضرت مولانا ضیاء الدین احمد صاحب قادری رضوی مہاجر مدنی نے دو تین مرتبہ بیان فرمایا کہ پنجاب کے ایک مشہور نقشبندی بزرگ نے مجھے کہا کہ ہم اولیاء متقدمین و متاخرین پر حضرت غوث اعظم کی فضیلت نہیں مانتے۔ اس پر میں (حضرت مدنی) نے حضرت مجدد کا یہ مکتوب ان پیر صاحب کو پڑھوایا تو فرمانے لگے کہ پورے کے پورے ستر سال سے میں غلط خیال میں مبتلا رہا مگر اب میں آپ کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔ حضرت مجدد نے جو فرمایا ہے وہ حق ہے۔" ان پیر صاحب کا رجوع فرمانا ان کی عظمت کی دلیل ہے۔

اس مکتوب شریف کا مطالعہ نہ کرنے کی وجہ سے بعض لوگ اس سوء ظنی میں بھی مبتلا رہے کہ حضرت مجدد نے حضرت غوث اعظم کی افضلیت (در ہمہ عصر) کو بھی تسلیم نہیں کیا تھا جیسا کہ شاہ حبیب اللہ چشتی ان کی تحریر سے ظاہر ہے جو بعد میں درج ہو چکی ہے۔ مقامِ حیرت ہے کہ یہ مکتوب ان فضلا کی نظر سے کیوں اوجھل رہا۔

سلسلہ نقشبندیہ کے جلیل حضرت مولانا عبد الرحمن جامی نے اس سلسلہ میں متعدد بزرگوں کے کشف نقل فرمائے ہیں۔ ان میں سے ایک بزرگ کی کشفی شہادت درج ذیل ہے:

"جس وقت حضور غوث پاک نے یہ ارشاد فرمایا کہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے اوپر ایک تجلی ہوئی اور حضور نبی کریم ﷺ کی طرف سے ملائکہ مقربین کی ایک جماعت کے ہاتھ ان کے پاس ایک خلعت آئی جو اولیاء متقدمین و متاخرین کی موجودگی میں انہیں پہنائی گئی۔ زندہ اولیاء تو اپنے جسم کے ساتھ حاضر تھے اور جو وصال پا چکے تھے ان کی روح موجود تھیں اور اس وقت ملائکہ اور رجال غیب نے اس مجلس کو گھیرے میں لیا ہوا تھا اور ہوا میں صف بستہ کھڑے تھے اس وقت روئے زمین کا کوئی ایسا ولی نہ تھا جس نے اپنی گردن کو نہ جھکایا ہو مگر ایک عجمی نے تواضع سے کام نہ لیا تو اس کا حال کھو گیا یعنی اس کی ولایت سلب ہوگئی۔"

حضرت خلیفہ بن موسیٰ نہر ملکی قدس سرہ کا ایک خواب غوث الثقلین کی جلالت شان کی زبردست دلیل ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور پرنور سید عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا تو عرض کی کہ شیخ عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں کہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ جواب میں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ' شیخ عبد القادر نے سچ کہا ہے اور وہ کیوں نہ سچ کہیں کہ خود قطب ہیں اور میں ان کا نگہبان ہوں۔ یاد رہے کہ انبیاء کرام اور اولیائے عظام کے رویا بیداری کا حکم رکھتے ہیں۔ حضرت شاہ فقیر اللہ علوی شکار پوری لکھتے ہیں

"اصحاب عرفان و ایقان پر مخفی نہیں ہے کہ انبیاء اور اولیاء کے خواب بھی بیداری کا حکم رکھتے ہیں۔ اگر انہیں خواب میں کسی چیز کا حکم ہو تو اس کی تعمیل ان پر واجب ہوتی ہے۔ اور اگر انہیں خواب میں کسی چیز سے

روک دیا جائے تو ان پر کس سے اجتناب لازم ہو جاتا ہے جیسا کہ ان شرح حوال سے ظاہر ہے"

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے سلسلہ عالیہ قادریہ اور حضرت غوث اعظم کی خصوصیت کو اپنے مخصوص انداز میں بیان فرمایا ہے

"اولیائے امت اور ارباب سلاسل میں سے راہ جذب کی تکمیل کے بعد جو اس نسبت (اویسیہ) کی طرف سب سے زیادہ مائل اور اس مرتبہ پر درجہ اتم فائز ہوئے ہیں وہ حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی ہیں۔ اسی لئے (مشائخ) نے کہا ہے کہ وہ اپنی قبر میں زندوں کی طرح تصرف فرماتے ہیں۔" حضرت شاہ ولی اللہ "الہمعات" میں لکھتے ہیں:

"سلسلہ قادریہ نقشبندیہ اور چشتیہ کی ایک ایک خصوصیت بھی کی ہے۔ سلسلہ قادریہ میں اپنے مقام پر ہر شیخ کی نسبت ہوتی ہے بہم یہ سلسلہ نسبت اویسیہ روحانیہ کا مظہر ہے۔ اس سلسلہ میں مشائخ کے ساتھ تعلق اور مشائخ کی توجہ طالب کی طرف اس قدر ہوتی ہے کہ دوسرے سلاسل میں نہیں پائی جاتی اور یہ صرف یہاں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شیخ عبد القادر جیلانی کو عالم میں اثر و نفوذ کا ایک خاص مقام حاصل ہے اس لئے کہ انہیں وصال کے بعد ملاء اعلیٰ کی ہیئت حاصل ہو گئی ہے اور ان میں وہ وجود منعکس ہو گیا ہے جو تمام عالم میں جاری و ساری ہے اس لئے طریقے (سلسلہ قادریہ) میں بھی ایک خاص روحانی زندگی پیدا ہو گئی ہے۔"

شاہ محمد اللہ معصومی نقشبندی نے سلسلہ قادریہ اور قادریوں کی خصوصیت و انفعالیت بیان کرتے ہوئے مریدین سلسلہ قادریہ اور دیگر سلاسل میں منسلک لوگوں کے لئے نہایت مفید ہدایت دیتے ہوئے فرماتے ہیں

"خلاصہ یہ کہ سلسلہ قادریہ کو سب سلسلوں پر فضیلت حاصل ہے اور اس سلسلے کے مریدین دیگر سلاسل کے مریدین پر فوقیت رکھتے ہیں اس لئے کہ تابع کی فضیلت متبوع کے سبب ہے۔ جیسا کہ قرآن فرماتا ہے تم بہترین ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں۔" سلسلہ قادریہ کے مرید کے لئے نامناسب ہے۔ دوسری وصلت سے بھی ہے روحانی استفادہ ضروری ہے اس لئے کہ تمام سلاسل کے مشائخ حضور غوث پاک سے دستگیر سے فیضیاب ہوتے ہیں اور ان کے طفیل ان پر معرفت کا باب کھلتا ہے اگرچہ وہ قطب وقت ہوں۔ ہاں مگر سلاسل کے لوگوں کا سلسلہ قادریہ کے مشائخ سے استفادہ ان کے فیض کی زیادتی کا موجب ہوتا ہے۔ مولانا قاری شاہ محمد حسن پھلواری چشتی قادری فرماتے ہیں۔

اے عزیز! تم سیر و تاریخ اولیا اس زمانے تک کی پڑھ جاؤ، دیکھو گے کتنے طریقے پیدا ہوئے۔ پھر ان کا دور شروع ہوا مگر غرب میں اب اس کا اثر مسدود ہو گیا۔ بخلاف ہمارے طریقہ شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کے کہ وہ تمام طرق اولیا میں سما گیا اور ہر طریقے میں اس کی زندگی اور ہر شجرے میں اس کی زندگی ہے۔ ہندوستان ہی کے موجودہ طرق و سلاسل کو دیکھو۔ کوئی طریقہ اس کی میراث (فیض) سے خالی نہیں۔"

شیر ربانی حضرت میاں شیر محمد شرقپوری "یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ" کا وظیفہ پڑھا کرتے تھے اور ان کی مسجد کی محراب میں بھی یہ مبارک جملہ لکھا ہوا تھا۔ آپ کے ایک مرید مولوی حکیم مظفر حسین قریشی (ضلع گوجرانوالہ) نے اس سلسلے میں اپنے ایک مکتوب میں آپ سے وضاحت کا طلب کیا تو حضرت میاں صاحب نے جو تحریر جواب دیا وہ قابل توجہ ہے "بہر حال شرک اور بدعت سے پرہیز ضروری ہے۔ سو آج کل لوگ ... ہوئے (یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کے بارے میں مدعا) میں پڑھا دیا ... تو پڑھا کرتے ہیں، بلکہ کل اولیاء اللہ سے امداد لینا جائز ہے۔ ... تو پڑھا کریں۔ حضرت میراں محی الدین حضرت شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ عجیب طرز کی توحید میں فنا تھے۔ اس لئے جو لوگ ... محبت کامل ہو جاتی ہے۔ آخر سب کا رجوع رب کریم کی جانب ہے۔ آپ کا وجود غیر حد سے ... کا ثبوت ... سے لیں ... پڑھے تو جائز"

خداوند کریم [illegible] کام پیر وکیا ہے جیسا ہر

ایک چیز سے کام لیا جاتا ہے ویسا ہی ہے۔

[illegible] الثقلین کی ایسی ذات گرامی ہے کہ ان کی بارگاہ

[illegible]

[illegible] گیلانی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے

[illegible]

[illegible]

گرچہ معلوم ہوا کہ یہ

قصیدہ خمریہ یعنی غوثیہ کے بارے میں بعض حضرات نے یہ بات

[illegible]

حضرت ابوالمعالی محمد فضل الدین قادری بٹالوی نے قصیدہ [illegible]

سے مشابہ [illegible] شرح "[illegible]" میں بڑی صراحت سے ساتھ لکھا ہے

قصیدہ غوثیہ کلام سکر ہے اور اس میں سکر کا شائبہ تک نہیں ہے۔ [illegible]

[illegible] آپ کے کلام کو سکر سے پاک کہتے ہیں۔ فرماتے ہیں

"رب عزوجل نے حضور کو شطحیات سکر سے محفوظ رکھا اور حضور کے اقوال،

افعال، اعمال سب کو احیائے ملت واقتضائے سنت کا مرتبہ بخشا۔ نہیں کہتے

جب تک کہلوائے نہ جائیں اور نہیں کرتے جب تک اذن نہ پائیں۔"

قصیدہ غوثیہ کی حضور پاک سے نسبت کے بارے میں بعض لوگوں

[illegible] شک کا اظہار کیا ہے اور بعض نے [illegible]

[illegible]

[illegible] رسالہ [illegible] خمریہ میں دیے ہیں۔ تحقیق

[illegible] قصیدہ مبارکہ کی نسبت [illegible]

[illegible]

کیا کیا جائے [illegible] ثبوت نسبت [illegible] طرح پر ہے:

[illegible]

[illegible] اس کا [illegible]

طرف منسوب کرتے چلے آئے ہیں۔

☆ ☆ ☆

آفتاب نصف النہار

عَبْدٌ لَهٗ فَوْقَ الْمَعَالِيْ رُتْبَةٌ　　وَلَهُ الْمَمَاجِدُ وَالْفَخَارُ الْاَفْخَرُ

ترجمہ: حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ ایسے عبد ہیں کہ آپ کا مرتبہ بالائے رفعت ہائے خلائق ہے۔ عظمتیں اور بیش بہا افتخارات آپ کے لئے مسلم ہیں

وَلَهُ الْحَقَائِقُ وَالطَّرَائِقُ فِي الْهُدٰى　　وَلَهُ الْمَعَارِفُ كَالْكَوَاكِبِ تَزْهَرُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آپ کو رشد و ہدایت میں حقائق و رموز عطا کئے ہیں اور آپ کے معارف ستاروں کی طرح تابندہ ہیں

وَلَهُ التَّقَدُّمُ وَالتَّعَالِيْ فِي الْعُلٰى　　وَلَهُ الْمَرَاتِبُ فِي النِّهَايَةِ تَكْثُرُ

ترجمہ: بلندی میں آپ کو سبقت اور بڑائی حاصل ہے اور مقام انتہا میں آپ کے مراتب و مقامات بکثرت ہیں۔

وَلَهُ الْفَضَائِلُ وَالْمَكَارِمُ وَالنَّدٰى　　وَلَهُ الْمَنَاقِبُ فِي الْمَحَافِلِ تُنْشَرُ

ترجمہ: آپ کے فضائل، مکارم اور سخاوتیں معروف ہیں' آپ کے مناقب محافل ذکر میں بیان کئے جاتے ہیں۔

غَوْثُ الْوَرٰى غَيْثُ النَّدٰى نُوْرُ الْهُدٰى　　بَدْرُ الدُّجٰى شَمْسُ الضُّحٰى بَلْ اَنْوَرُ

ترجمہ: آپ فریادرس خلق، باران جود اور نور ہدایت ہیں' ظلمتوں کے لئے بدر منیر اور آفتاب نصف النہار بلکہ اس سے بھی تابندہ تر ہیں۔

قَطَعَ الْعُلُوْمَ مَعَ الْعُقُوْلِ فَاَصْبَحَتْ　　اَطْوَارُ هَائِمِ دُوْنِهٖ تَتَحَيَّرُ

ترجمہ: آپ نے عقل و فکر سے علوم و معارف کی منازل طے فرمائیں۔ چنانچہ دیگر اکابر امت آپ کے اسالیب تدبر سے حیرت زدہ ہیں۔

مَا فِيْ عُلَاهُ مَقَالَةٌ لِمُخَالِفٍ
فَمَسَائِلُ الْاِجْمَاعِ فِيْهِ تُسَطَّرُ

ترجمہ: آپ کی رفعت مقام میں کسی مخالف کو جسارت گفتار نہیں۔ سب نے آپ کے علو مرتبہ کو باتفاق رائے تسلیم کیا ہے۔

﴿حضرت شیخ نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف﴾

جنگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بے وفائی کا انجام

فاتح مرزائیت علامہ طاہر عبدالرزاق

اے افرادِ ملتِ اسلامیہ!

جب تک تم نے اللہ کے رسول ﷺ کے دامن کو تھام کے رکھا۔۔۔ جب تک تم اللہ کے حبیب ﷺ کی عزت و ناموس پر کٹ مرنے کا جذبہ لیے رہے۔۔۔ جب تک تم تاج و تخت ختم نبوت کی حفاظت کرتے رہے۔۔۔ جب تک تمہاری تلواریں گستاخان رسول کی گردنیں کاٹتی رہیں۔۔۔ تو۔۔۔ اللہ نے اس دنیا کی چابیاں تمہارے سپرد کر دیں۔۔۔ اس عالم کی باگیں تمہارے ہاتھوں میں تھما دیں۔۔۔ بحر و بر کو تمہارے مطیع کر دیا۔۔۔ جہانبانی و جہانگیری کا تاج تمہارے سروں پہ سجا دیا۔۔۔ قیصر و کسریٰ تمہارے آباؤ اجداد کے نام سن کر اپنے محلات میں تھر تھر کانپتے تھے۔۔۔ دنیا میں تمہاری تہذیب و تمدن کی چھاپ تھی۔۔۔ دنیا کی دولت چل کر تمہارے قدموں میں ڈھیر ہونے کیلئے آتی تھی۔۔۔ تمہارے بچوں کی بہادری سے کفار کے سورما پناہ مانگتے تھے۔۔۔ جانی دشمن بھی تمہاری عظمت کے گن گاتے تھے۔۔۔ لیکن

جب تم نے اللہ کے نبی ﷺ سے اپنا ناطہ کمزور کر لیا۔۔۔ نبی ﷺ سے غیرت کا رشتہ ختم کر لیا۔۔۔ دشمنانِ رسول کو اپنا دشمن نہ سمجھا۔۔۔ نبی ﷺ کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والوں کو نہ روکا۔۔۔ سرور کونین ﷺ کی شان اقدس میں ہذیان بکنے والی زبانوں کو نہ پکڑا۔۔۔ رسول ﷺ کے گلشن اسلام کو اجاڑنے والے ہاتھوں پر گرفت نہ کی۔۔۔ جھوٹی نبوت کے ہولناک منہ سے نکلنے والے زہریلے الفاظ تمہاری سماعتوں پر گراں نہ گزرے۔۔۔ پھر۔۔۔ اللہ کا عذاب ٹوٹ پڑا۔۔۔ حاکم محکوم بن گئے۔۔۔ آقا غلام بن گئے۔۔۔ تاج و تخت چھن گئے۔۔۔ غلامی کے پٹے گلوں کی زینت بن گئے۔۔۔۔

جنہیں کل ہم نے مکتب کی راہ دکھائی تھی۔۔۔ آج وہ چاند پر قدم رکھ چکے ہیں۔۔۔ جنہیں کل ہم نے قلم پکڑنے کا سلیقہ سکھایا تھا۔۔۔ آج ان کے قلم ہماری تقدیر لکھتے ہیں۔۔۔ جنہوں نے کل ہمارے سامنے زانوئے تلمذ طے کیے تھے۔۔۔ آج وہ ہواؤں اور فضاؤں پر حکومت کر رہے ہیں۔۔۔ جنہیں ہم نے لباس پہننا سکھایا تھا۔۔۔ آج ان کے اترے ہوئے پرانے کپڑے اور جوتے لنڈے بازار سے خرید کر ہم پہن رہے ہیں۔۔۔ جنہیں کل ہم نے ہندسوں کا شعور بخشا تھا۔۔۔ آج وہ ہمارا بجٹ بنا کر ہمارا خون کشید کر رہے ہیں۔۔۔ کل جو ہمیں جزیہ دیتے تھے۔۔۔ آج ہم ہاتھوں میں کشکول پکڑے ان کے در پر بھکاری بنے کھڑے ہیں۔۔۔ دیکھ اللہ کے پیارے نبی کریم ﷺ سے بے وفائی کا انجام

اے قعر ذلت میں گرے ہوئے مسلمان!۔۔۔۔ یہودیوں کے ہاتھوں لہو لہو مسلمان!۔۔۔ خدا را! اپنے درخشاں ماضی کی جانب چل۔۔۔ اپنی عظمت رفتہ کو تلاش کر۔۔۔ اپنے اسلاف کے نقوش پا کو ڈھونڈ۔۔۔ اللہ سے پھر عشق رسول ﷺ مانگ۔۔۔ اللہ سے پھر غیرت رسول ﷺ مانگ۔۔۔ سوز رسول ﷺ میں اللہ سے پھر تڑپنے پھڑکنے کی توفیق مانگ۔۔۔

نقش لاثانی ہائی سکول

کا ایک اور

انقلابی پروگرام

النور حدیقۃ الاطفال

اور شعبہ حفظ قرآن کا قیام

دینی اور عصری تعلیم ایک ساتھ

زیرِ سرپرستی

عمدۃ المحققین، شیخ طریقت، مفکر اسلام

محمد حسین آسی

نقش لاثانی نگر شکر گڑھ

پرنسپل محمد نعیم الرحمان چودھری

(ایم۔اے اکنامکس) بی کام، پنجاب یونیورسٹی لاہور۔

Monthly Mujallah **AL-HAQIQA**

May 2006
Reg. No. C.P.L 590

خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ (الحدیث)

قرآن حکیم کے پیغامِ ہدایت کو عام کرنے کیلئے

درسِ قرآن

بوقت
بعد نماز عصر تا مغرب روزانہ

بمقام
نقش لاثانی یونیورسٹی
نقش لاثانی نگر
شکرگڑھ

شہباز لامکانی غوث صمدانی حضور نقشِ لاثانی کے خلیفہ مجاز

اعلیحضرت مبلغ اسلام
پروفیسر

محمد حسین آسی

دامت برکاتہم العالیہ

خطاب فرماتے ہیں

تمام اہلِ محبت سے گزارش ہے اس روحانی و نورانی محفل سے دل و نظر کو منور کریں

نوٹ: کاپی پنسل ضرور ہمراہ لائیں

شیرانِ اسلام (پاکستان) شکرگڑھ
0542-451734